گلدستۂ نیچ

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" و ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

۱۹۱۵ء

باہتمام پنڈت کشن پرشاد کول ایڈیٹر و پبلشر ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں طبع ہوا

تمام حقوق محفوظ
اول ایڈیشن ۲۰۰۰ قیمت

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	نمبر مضامین	مضمون	صفحہ
التماس		۱۲	پنڈت تربھون ناتھ ہجر	۹۳
[illegible]		۱۳	محرم الحرام	۹۵
[illegible] مرحوم	۱	۱۴	نشہ کی ترنگ	۱۰۰
[illegible] و سربستہ مضامین	۳	۱۵	لسان الغیب کشمیر	۱۰۲
پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط	۵۷	۱۶	نواب سید محمد صاحب آزاد	۱۰۷
پیارے سالے کے نام		۱۷	پرانی روشنی کا نامہ وپیام	۱۰۹
نیچر کا مارشل لا	۵۹	۱۸	مولانا آزاد کی نئی	۱۲۵
مٹی خراب خلق میں مہر و وفا کی ہے	۶۲		ڈکشنری	
انڈے بچے والی چیل چھار	۶۴	۱۹	اشتہار حسرت یار	۱۳۹
مرزا چھو بیگ ستم ظریف	۶۸	۲۰	منشی جوالا پرشاد برق	۱۴۳
گرما بگذشت و روبکاری ہو رہی	۷۰	۲۱	مثنوی بہار	۱۵۵
ہوگیا زندگی سے جی بیزار	۸۱	۲۲	البرٹ بل	۱۶۴
وقنا ربنا عذاب النار		۲۳	جوڈیشل کمشنری	۱۶۶

پولیٹکل شطرنج

مشرح کیفیت دوالگ صفحہ پر دی گئی ہے یہاں صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ سیاہ بازی روس کی اور سفید بازی

نمبر مضمون	مضمون	صفحہ	نمبر مضمون	مضمون
۲۴	عشق کیا شے ہے کسی کا دل پہ چھا جانا ہے	۱۷۰	۳۲	فریاد
۲۵	خضر کو دیکھ کے کہتا ہے سبزۂ خطِ یار	۱۷۳	۳۳	جنگ سوڈان
	بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لیو		۳۴	انکم ٹکس و میاں بی بی
۲۶	ایک نادان خوش اعتقاد کی دعا	۱۷۹	۳۵	نیچریہ شاعری
۲۷	ضرور دیکھیے	۱۸۰	۳۶	مخمس
۲۸	سرما گذشت و زین دل زار ہمان	۱۸۳	۳۷	نیا مخمس
۲۹	بحر طویل	۱۸۸	۳۸	حیدرآباد دکن
۳۰	مخمس	۱۹۰	۳۹	دو گونہ رنج و عذاب است جان لیلیٰ را
۳۱	بات کا بتنگڑ	۱۹۱		بلای فرقت پردہ و صحبت پردہ

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس
نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہوجاتی تو
اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار
اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی
پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوی۔ اس سے انکی یادگار بہی
قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بہی ضایع ہونیسے بچ جاویگا
بس اوده پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ
کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تہا۔ لیکن جناب
راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر
اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ
ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت
و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہی تاہم دو ایک
باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین
کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تہا۔ یعنی بعض نہایت
اعلی د کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تہا
کہ انکی آزادخیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہی کہ پریس ایکٹ کے
طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی
ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہی وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون - اودھ پنچ نے جس بتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گور غریبان مین اکثر ایسے اہل کمال و فن ہین جن کے قلم کی دہاک دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی -

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھہ چکا تہا - ۱۸۳۶ء مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اُٹھائی - اس چالیس سال[۱] کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے - مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے - دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تھی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا - کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا - کارنامہ اور اودھ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے - عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہو گیا - اودھ اخبار ابھی تک اپنے باپ دادا کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہی وہی جب تہا - انکے علاوہ اودھ پنچ کی اشاعت

---

[۱] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بہارت متر اور زمانہ مین شائع پیدا ہوا تہا -

آگے نکل گئے ہین اور بیسویں صدی مین انکا شائع کرنا خالی از قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہوئی کہ اسوقت تک بکٹ پورا ذخیرہ اودھ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بھی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ کمی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی

اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربھون ناتھ ہجر نواب سید محمد آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔

اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت برج نرائن صاحب چکبست و قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب زتشی سے ملی ہے اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا علاوہ بریں پنڈت منوہر ناتھ صاحب ہجر ۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب آزاد ۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بھی میرے شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبھی مجھکو ضرورت ہوئی کبھی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

اشعار بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی۔ منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی اودھ پنچ کی محفل انہین پرمذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہو اسکے علاوہ لکھنؤ کے طرز معاشرت کی پرمذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔ محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے رقص و سرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔ کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے برہے۔ بارہ ماسے۔ دوہے۔ ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج بہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودھ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اردو نثر کو اسکا مصنوعی زیور اُتار کر جس مین سوائے کاغذی پہولون کے کچھہ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا۔ اودھ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنع و بناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو اردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اودھ پنچ کا بہت بڑا حصہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودھ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربھون ناتھہ ہجر نواب سید محمد آزاد۔ بابو جوالا پرشاد برق۔ منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین ان لوگون کے نظم و نثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد ہی نہین ہین بلکہ زبان و قلم کے دہنی بہی ہین۔ ان کی عبارت شوخی و تازگی اور خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون مین طبیعت کے چلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی احمد علی صاحب شوق کی مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ تحقیقات کا خاص لطف ہی۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہی مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے بد مذاقی اور طعن و تشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتین بے قابو ہو گئین اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودہ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہی بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہی۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودہ پنچ کے بادلون سے برسا کئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ اِن اعتراضات کی حقیقت یہ ہی کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودہ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہی۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودہ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودہ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہی جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت ورنگینی سے خالی ہی۔

اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکہنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودہ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکہنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین اسنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچہار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا جس عنوان سے اودہ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراری بہری ہین

---

[1] اودہ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجہ ذیل شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکہا جاتا تہا ع ابتر ہمارے حملون سے حالی کا حال ہی ٭ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہی مولف

اکثر نامہ نگار خاص لکھا کرتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمۃ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تہین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین۔ گلدستہ پنچ کی دو جلدون مین انکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھہ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردودان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین وہ بہی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودہ پنچ کی صورت دکہائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بہی پیدا کیا۔

اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بہی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہے اور دونون ایک ہی باغ کے دو پہول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکہا تہا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تہی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچہہ روز تک تو

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم ونثر کی پھلجھڑیان چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کے غیر لطیف حصہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان ومحاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہی۔ اِن مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوئی ہی اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان وشاعری کی اصلاح کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سے رعایا کا خادم در سرکار۔ کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودھ انکم ٹیکس البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شائع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت وعیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔

اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے۔ ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا تو اسے ہنسکر یا اُڑا دیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہذا یہ اس پولیٹکل تحریک کا دل وجان سے مددگار تھا۔ اسی صوبہ مین

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہو مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوے یہ ماننا پڑیگا کہ اودھ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہے۔ اودھ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اودھ پنچ کے ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تھا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودھ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اُڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بھی تھا۔ ان اعتراضات سے داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تھوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودھ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہے۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سے یہ بھی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہے نسیم کا نام محض فرضی ہے۔ اودھ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہے تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودھ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو در کنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور فرنگا ری پر

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اڑانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہوگئی تہی اسکی بہی سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان ۔ اکبر زمین مین غیرت قومی سی گڑ گیا
پوچہا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا ۔ کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودہ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاشکے یہ خداداد جوہر اصلاح ورفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودہ پنچ کی ترقی ووقعت کا راز بہت کچہہ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتہہ وابستہ ہی منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا۔ خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تہی۔ مصیبت وتکلیف کے زمانہ مین بہی کبہی کسی نے اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکہی بیماری کی زمانہ مین اگر کوئی مزاج پوچہتا تہا تو کہتے تہے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دواد علاج سے مایوس ہو چکے تہے مگر کہتے تہے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکہا ہی کہ باضابطہ موت ہو۔ بلا علاج مرنے کو بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتہہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون دور رہتے تہے۔ دنیا کے ناہموار وکاواک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کہٹکنے

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جنکے دیکھنے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے ابتدا مین جب سر سید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل پمپر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو سنہ ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون سرسید مرحوم اور مغفرت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے اُس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دھار تقریرون کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے جوہر دکھا رہی تھی سنہ ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تھا تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند و نصائح کے دفتر کھل گئے لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ مین "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے ہوتے ہین جو بحث و منطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک مین اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تھا مذہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کے بارے مین اودھ پنچ کا وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی مخالفت نہین کی بلکہ سرسید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مد نہ تھی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تھا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔

لکھتے ہین

"مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہے۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اٹھانے والا نہین۔ دواک سطرون کے سوا نہ ہاتھہ سے لکھہ سکتا ہون نہ منہ سے بول سکتا ہون۔ کچھہ نوکر ہمت کرکے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھہ تھا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تھا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تھی کہ

لگتے تھے اور اون کی یہ مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کر دیتے تھے غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہین اور طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین تھے۔ اسے اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسرشان سمجھتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس　　عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈھلنا شروع ہوئی اور اس کے نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف الہ ہجر نے مرنے سے پہلے ہی لکھنا کم کر دیا تھا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھ عرصہ تک نہ دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پُرانے مضامین سے خالی نظر آنے لگے۔ جو کچھ رہی سہی آب وتاب باقی تھی منشی سجاد حسین کی علالت نے اُسکا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودہ پنچ کا نام بکتا تھا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تھا تو اُسکی دھوم ہو جاتی تھی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودہ پنچ کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے

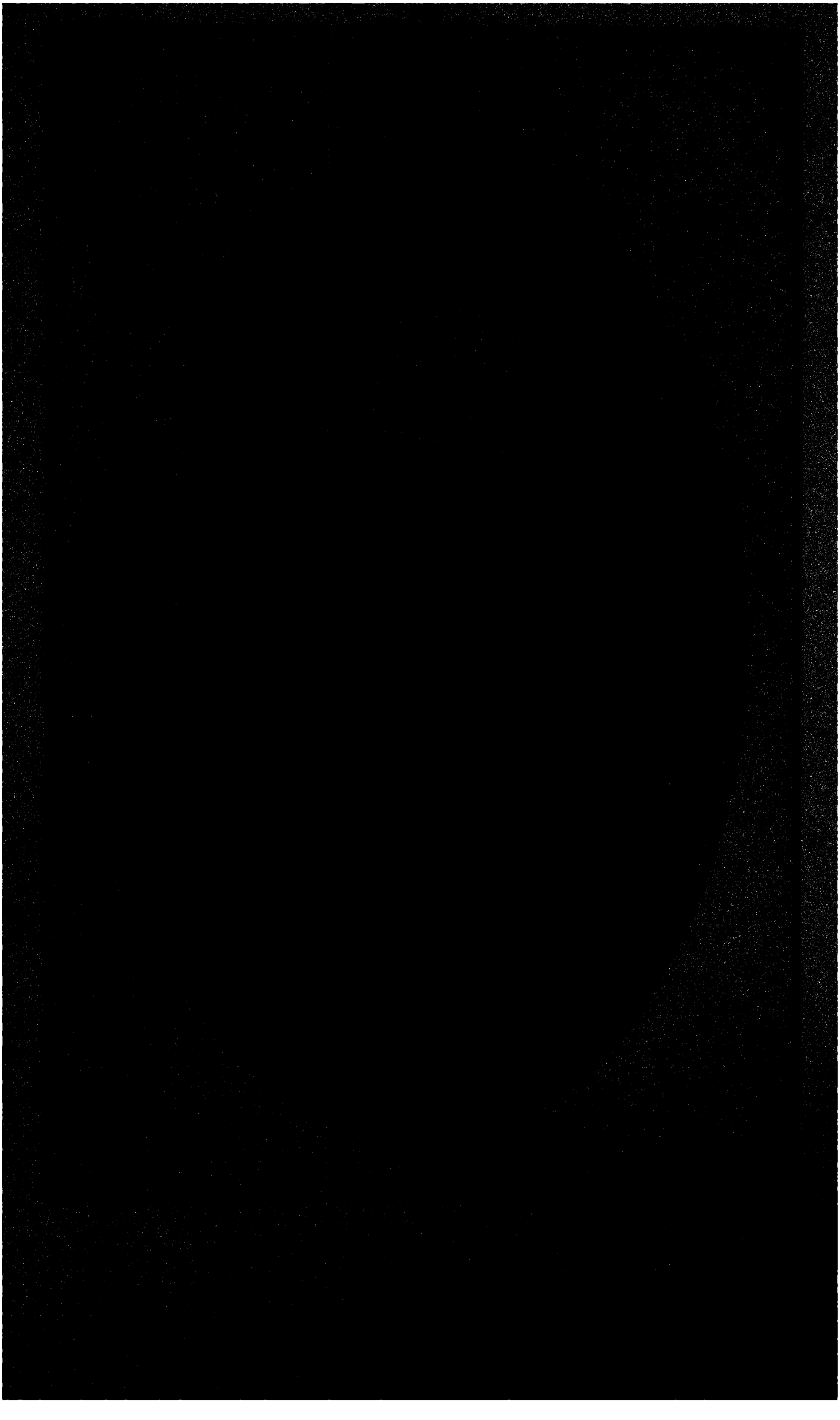

گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی۔
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودہ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار۔ یہ وہ نازک زمانہ تہا کہ اگر اودہ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو اک پرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودہ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا۔

غرضکہ چھتیس سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودہ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودہ پنچ کی جگہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہ خالی رہیگی۔

مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اِسکی یاد قدردانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی۔

آج اودہ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین۔ ؎

بھر گئے آنکھون مین مشتاقِ گذشتہ نشہ مین
دورِ جامِ مے مین اکثر ذکرِ خیرِ جم ہوا

چکبست لکھنوی

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و معزز خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری
پر مامور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدرآباد میں سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب
فدا حسین خان صاحب کہ لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدرآباد میں عہدۂ چیف جسٹس پر ممتاز
تھے اور ریاست میں آپکا بہت اعزاز تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے
اوائل عمر میں زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ میں تعلیم پاتے رہے۔ ۱۸۷۳ء میں
انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک کیننگ کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم بھی
پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اُچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں شریک نہ ہوئے
کالج چھوڑ کر تلاش معاش میں فیض آباد پہونچے اور وہاں فوج میں اردو پڑھانے پر
منشی مقرر ہوئے لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے
اندر ہی اسکو خیرباد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو حیدرآباد
میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہیں اس کام میں
آپکے شریک تھے اور انہیں کے مشورہ و شرکت سے ۱۸۷۷ء میں اودھ پنچ کی بنا پڑی
منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال میں ایسے ایسے سحر البیان و جادو رقم
نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو نظم و ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے
انمیں سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خان صاحب
آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق۔
منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پنڈت رتن ناتھ
سرشار بھی اول دو سال تک پنچ کے قلمی معاون رہے اور عروج [illegible]
لیکن [illegible] انجمن پیدا ہو گئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب
[illegible] کے اہل [illegible] تھے۔ نظام معاشرت
میں مغربی تہذیب کے دشمن تھے۔ ۱۹۱۵ء میں

کہلے خط وسربستہ مضامین

نمبر ۱
خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر وفساد۔ ہر ملک سے سموم بغض وعناد کے جہونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑہکر مناسب دنیا مین شائد ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پہٹ پہٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑہا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دہرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اوسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا وارادۃً اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکہون تمہارے دشمن ج دس اچھا کہتے ہین تو بیس برا بہی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز اڑاے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیرخواہ۔ جان نثار۔ اور ہر طرح ان عیوب سے ایسا دور ہے جیسا روس۔ ایران۔ یا ہندوستان نمک حرامی کی مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری [illegible] مشکلات عمدہ کو خوب جانتا بوجھتا ہے۔ [illegible] تو نہین بنایا جاتا ہے

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اسکے حامی رہے سنہ ۱۹۰۱ء مین پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چند ماہ بیمار رہکر اچھے ہو گئے سنہ ۱۹۱۰ء مین فالج کا دوسرا دورہ ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کر دی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تہے لیکن بات سمجہہ مین نہین آتی تہی مگر چل پہر سکتے تہے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا۔ متواتر علالت ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی کا گذرا و بالآخر سنہ ۱۹۱۲ء مین اودہ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز بُری ہوتی گئی اور ۲۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو اس دارالمحن سے کوچ کیا

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے موجد۔ لکہنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تہے اودہ پنچ کے ذریعہ سے جو خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ جو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بہلا دیا جاوے۔ آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکہا اور آزادی و ایمانداری کو کبہی بہولے سے بہی ہاتہہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک نبہایا کسی حالت مین اصول سے مُنہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی اور بذلہ سنجی ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بہی حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تہے منشی جوالا پرشاد برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپ کے قدردانون مین آنریبل پنڈت بشن نراین صاحب آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

فارن پالیسی کا مزعفراور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو
کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی
ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی اور رکابدار
سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلالیے جاؤ تم ہرگز
اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسروٹیو ہی
خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دہرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ
پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

کہانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دہوم دہام کہ عالم
گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک دفعہ تو آستین
ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تجھے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائے تو تمہارا
قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ سمجھے کہ کہانا تو اس دفعہ
رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیانے سے کیون نکالے
دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے
بڑے بڑے افکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ و فوج و قوم ہر طرف سے اطمینان ہے
مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائے
فی الحال لبرل الرایون نے تمکو اور بھی بوکھلا رکھا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ
کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

اول جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور کھلی باز اپنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔

دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھہ حرکات سکنات یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔ بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا الو کہین نہین گیا جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔

مگر اسمین بھی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق کو کوئی ڈنڈ ریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈ اسٹن۔ مگر اب تو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی سر ہے۔ اور سچ بھی یہ ہی کہ اُسکے مستحق بھی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن پالیسی کبھی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ و فلاح۔ آرائش وزیبائش ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔ مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے ہندوستانی جودت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانساماں اور ہوشیار خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کہانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دہول بکائن کے پہول۔ تم نہین جانتے کہ طرح طرحکے کہانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
ادوہر اطمینان ہوا کہ ملّے اور ٹرکی پر لپکا۔

وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔ اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل "وکچھ نکرنا بھی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھ پانْون نہ ہلائے۔ مگر ابتو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیوں کو بچہاتا ہے۔

چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بھی آجکل کام کی کثرت ہی مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔ گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔ زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظوکمرہ۔ دعاے ہمت وجراٗت۔
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کرچکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن سے تمکو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین عموماً ہر کام مین ایفاے وعدہ وراستی تقریر وتحریر فی زمانا جوہر انسانی تصور کی جاتی ہی

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق سلاطین
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ دو بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سربلند کیے کھڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین کشیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملہ کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغنا موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلاے بوغنا پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑہی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دار السلطنۃ پر قبضہ کیا۔
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بھاگے ادھر ہوئے۔
اودہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی اگر کسی حصہ ملک کو انکے حوالے بھی کردیا تب بھی مطلب حاصل نہو گا

پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہین ہم اُسی مین جس مین تری رضا ہی

۸

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکھتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔
مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چھوڑا تھا۔
یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چھوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی
طرف کوئی اشارہ نہ سمجھنا۔ میرا دستور ہی کہ ہر کس و ناکس سے پتے کی دل لگی
نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہوجاتا ہے۔
اور مجھے سردست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بد دل کرنا
منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتا سیرتا بچھیا کے باوا تھے۔
اوسپر آجکل کی چکر گھنیون نے اور بھی کولھو کا بیل بنا دیا ہی۔ برداشتہ خاطر تو
ہو ہی رہے ہو۔ اگر ووٹ آوکریڈٹ کی ٹھہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی
رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردوگے۔
دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے
اور سب سے بڑھکر تو یہ سمجھ لو کہ آج تم نے استعفا روا خل کیا اور کل روسی
ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین
تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈھونڈھتے ہو۔ وہ دو قدم
آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پھرتی اور چالاکی اور استواری
سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ
محبوبہ کے جھونٹے۔ جب وہ شخص از راہ غمزۂ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے
کھانا نہین پکاتی۔
اچھا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچھ انصاف و شرم و کانشنس ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پہنسی نے کیسا دل باندھا ہے
اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ
پہنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع
کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پہوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔
مصر بجاے خود کچہ نہ سہی۔ اوسکی سوز رائین یا درمینی سلطان کچہ تو اپنے ہاتہون
اور کچہ خودغرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین
مگر یہ بہی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ
بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا
کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے
زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوا لڑتا تہا۔
تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چٹانے یونہین ہاتہہ کی صفائی دکہانی
کو بازاری لونڈے لاٹہی اور گردانی دمڑپی اور ڈہیلچی کنکیان بڑہائے
رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلدباز اور عجلت پسند تہی کہ جب تک دوسری
طرف جہکے آپ اونہین کنکیون سے اولجہہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔
اچہے اچہے شدہ کنکوے اور نفیس مانجہا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب
اودہر کا سر پہ تڑتڑایا تو حضرت ہاتہہ لگانے کی جگہ ہاتہہ ملنے لگے۔
پس مصر کی کارروائی بہت کچہ اس سے مشابہ ہی۔
ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین
یہ قضیہ بہی گذشتہ وزارت نے ترکہ چہوڑا ہی۔ اور تم بیچاری کے سر پڑا

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب - ابتو برابر والون کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سی منع کرتی تہ
اکیلے پہر رہے ہو یوسف بی کاروان ہو کر

ہان ایک اٹلی ہی - سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار - عقلا کے نزدیک کچھہ نہ سہی - مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی - فرانسیسی اخبار بند کروا کر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا - مگر تم سی ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین - وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے - جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو البا ما کا تاوان دینا پڑا -

وزارت حال پر آنے کے کچھہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سست کہا تہا - منسٹری نصیب ہوتے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا -

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو بار باشا سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی - جسنے اپنی ٹوپی اوتار لی اوسکو اور کا کیا خیال -

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکہتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے - مین اس کارروائی کا مخالف نہین - واقعی ایسا ہی چاہیے تہا - کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے - جس دہن اور ڈہرے پر ہو اوسی پر قائم رہو -

لیکن یہ بہی تو سمجھہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تو تمکو قلمدان وزارت دلوایا۔ اور تم نے قبول کیا۔

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین۔ بہلا جنرل گارڈن کو بہجکر تم خاموش ہو رہے۔ پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی۔ آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکھکر تو سر ہیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین۔ دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت وخون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی۔

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے۔ اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے۔ خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے۔ تو سب کچھہ درست ہو جائے۔

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا۔ ابہی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے۔ وہان سرے سی متزلزل اور مبہم کارروائی تہی۔ مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے بس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی۔ اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نرکہا۔ دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہجوا دو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے۔ تو یہ سمجھہ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنہ عظیم کی بنا ہے۔

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہوگے۔ مگر مجھے سردست صراحۃ منظور نہین۔ مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا۔

مہدی وعثمان دیغا وغیرہ کی عداوت سینہ بے کینہ سے آزاد ہو اب جسقدر
قبض وتصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔
اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول
پیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔ اگر حملہ کرو تو دفاعی۔ مقابلہ کرو حفاظتی۔
ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدانے بتایا
اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب
محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بھی لاسکو اور سرحد ہندوستان
کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھ
حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔ کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی
کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔ کوئی
بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن (زن نہین) رکھتے ہین
کہ آیت حدیث غلط۔ سہ

حکم جوروجی بہ از حکم خداست انچہ جوروجی بفرماید رواست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ وسنان
کررہے ہے۔ خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین
مگر یہان مسیحاے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان
ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان سارے عالم کا
قانون انھین کی نوک زبان پر ہے۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ۔ آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کہارہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کہلین۔ اور کون انکے شگوفے سربلند کرین۔ اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو۔ اور اپنا راستہ پکڑو۔ باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا۔ جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب علت موقع پائیگا اپنی علت غائی پوری کریگا۔

تم سمجھو۔ مہدی۔ عثمان دیغا۔ زار روس۔ اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل۔ علی خانوف۔ کمروف۔ بیوقوف جنکی بے ایمانی پر ذوف آخر عالم اسباب مین جھگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین کہ میری آپ کی طرح علوم۔ فنون۔ حکمت۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ ترقی کے واسطے جان کہپانے کوشش کرنے۔ یہ مانا کہ تم نے درگذر کر کے معاملہ مختصر کیا۔ مگر حرامزادے کی رسی دراز۔ سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا۔ پس جو بات کرو زمانے کے موافق۔ مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بہاگے تو بڑی خطا کی۔ جنکا جنکا بہرسا تہا مین نے اونکی قلعی بہی کہولدی۔ پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگر یسو یا لیسی یعنی فتاحی کی حکمت عملی بالکل ترک کیجائے۔

ہوا اوسکا عذاب تو اب اوسکی گردن پر - مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین
کیسے شریک غالب رہے - جھوٹ یا سچ جو کچھہ وہ کرنے والے تھے تمنے
ہفتہ ہفتہ بہر مین دو دو ولمبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو باز رکھا - بلگیریا
کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا - مگر اب فرمائیے بارہ سو
افغان سرحد پر کٹ گیا - آپکی کمیشن کی توہین ہوئی - اوسکے ساتہہ کے لوگ
بے رحمی فصل سے کہیت رہے - جاڑے پالے کے مارے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک
عدم کا راستہ ناپنے لگے - مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کر ڈالی
اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی - سے

بس گرسنہ خفت وکس ندانست کہ کیست   بس جان بلب آمد کہ بر وکس نہ گریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا - پہر اسکا نتیجہ کہلا ہی رکہا ہی کہ وسط ایشیا مین
کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکھو تو کیا - اب تو
روس ذرا ذراسی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی -
بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا - اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات
مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بہگتنا پڑیگا - تمہاری قوم جسقدر رٹر کی سے
مغائرت کرتی جائیگی - اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کو ثمرے اوٹھائیگی -
دوسری خطا یہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین
رکھہ سکتے - اوسمین آمدنی نہ منافعہ - قوم پرورش پا سکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی
تو پہر شیر علی خان سے لڑنا - اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا - اسمین
اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے - لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

کہ ساری دنیا عمل گوئی پر ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع - پس اسی طرح سمجھہ لو تمکو بھی روس کے ساتھہ حسن عقیدت ہی - تمہارا دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک حرف بھی اوسمین سما سکے - تم بیچارے اوسکے فتنہ و فساد کا ادراک ہی نہین کر سکتے - تم مین فدویت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے - آن سلطنت - صولت و شوکت شہنشاہی - شکوہ و شان قیصری کیا ہی - پھر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہ مل سکتا ہی -

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہی - علاوہ اسکے دو حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا - اول تو مختلف تعصبات مذہبی - قابو پرستی - تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے ساتھہ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا - یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہو گئی - کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تھی وہ قوت مین کم ہوئی - مگر یہ بھی سمجھہ لو تم نے ایک دوست کے ساتھہ گھاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی - سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا - یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجھتے ہو - اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا - حال کی جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت تھی - اور جو امر فروگذاشت

کاہلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ چھنک کر رہگیا۔ اوراب اگر چھوٹا بھی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر۔ بم کے گولے کی طرح سیدہا اپنے گھر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کرر کہئے اور سارے کمیشن کو بلا لیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیئہ زمین برسر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس نہ بھیجے۔ کیونکہ پولیٹکل معاملات۔ ایک طرف۔ یون بھی دو شخص جب کسی جگہہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سے خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تہا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کر رکہا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچھتا ہون اوسکی نظرون مین روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بھی برابر سمجھون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہارے ہی سر پڑی - اور یعنی تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کردی - حالانکہ قندہار پر قبضہ رکھنا لازم تہا - خیر جو ہونا تہا ہوگیا - اب روس نے قدم بڑہایا - اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی - مین اس جگہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین - مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے - اگر کوئی اچہی سوچی بہی تو انجام بخوش اسلوبی نہو سکا کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تہی کہ باید و شاید - مگر وہی دم کی کسر رہ گئی - جسکا اعادہ فضول ہی -

اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مرو چاک و چراہی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹہرا ہے - اسکی نسبت بہی کچہہ نہ کہونگا - جو ہونا تہا ہوگیا - تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا - تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجہہ لیگا - اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی - سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا - اب سے

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع   صاحب غیرت شود یا زیرک ڈپلومسٹ

سر یعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی میناروں اور وسط ایشیا کے لق و دق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین - اور پیٹر معنے پیٹنے والا (از علامت فاعل) لمس معنی چہونا - ڈن یا دن آواز توپ بندوق پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چہوٹ جاتا ہی - آدمی کا ہے کو چاندی کی بارود ہے - خشکی کا تار پیڈو ہی - مگر افسوس تمہاری

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۴

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم وامت ظلہا۔ اگرچہ تمہارے ملک وحشم کے آئین وقوانین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے طور پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام عام مین خودسری وخودرائی کے منہ زور رہوا پر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض زمانہ کی ہوا۔ قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کرلینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ۔ چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سی واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکھنا اور ٹرین چلانا صرف کاریست کہ فراست حاکم میخواہد۔ اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جھنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے۔ مگر پھر بھی بندہ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب وفراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی۔ چونکہ میرے علم ویقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو۔ لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا ومبرا نہین پاتا۔ اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم وتلقین گلیڈاسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون۔

آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی۔ اگر فعالۂ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی توچندان ناگوار نہین گذرتا۔ کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھٹ گھٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکھاتی ہی۔ مگر صلح اور امن کی حالت

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر
قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا
وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہو کر مقصد
اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا
یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا
۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام بھی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔
اونکو پروا ہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔
تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر
جلال آباد۔ قطع۔ پشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی
اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین
چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات (جسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی)
روس کے سر مڑہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دونونکے اپنی خزانے
سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔
اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان
طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دیکھیگا۔
افاغنہ تالیان اور نعلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔
چونکہ یہ اخیر خط تھا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھ اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی
تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔
الکمر اینکہ ان اہم معاملات کے علاوہ اور جو چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین وہ بھی ابلہ پرستی کے ساتھ خود درست ہو جائینگے

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ ونامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چھڑی۔

مگر کون کہہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہو گی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونون ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ اوسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتھہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات وممات صحت وعارضہ ترقی وتنزل چولی دامن کا ساتھہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبھلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد وگرم ہوا کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اوسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت برکنارست

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ذرا سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت کرے۔ پس انسان لامحالہ چارناچار طوعًا و کرہًا بہت سے افعال اسی وجہ سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم اور ضروری کام عمومًا حاکمون اور خصوصًا تمھارے واسطے زمانے اور قوم کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میل و رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا کمشت زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندہی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مادر گیتی اس دفعہ بڑے بڑے گھن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمھاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا خوض و فکر اور داہنے بائین دیکھے دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلی اور افضل سمجھتی ہی۔ اس سے علاوہ

کھلے خطوط اور بستہ مضامین

نمبر ۵

ملکہ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکہیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچہ ہوا اور تم نے اور گلیڈاسٹن نے کیا وہ تو ہو چکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجہتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹو فرقہ اب ایسا بے سرا اور بے تکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹہکانا نہین۔ بس یہی ندہون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی) حامی ہو بادشاہون کی ذات کے واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو۔ یہ سمجہ لو کہ آزادگی

پر عمل کرکے پھونک پھونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولٹیکل مباحث بے شک مجھے پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی ہین بوجہ تکبر وغرور قومی۔ اور لاپروائی کسبی۔ و دیگر اسباب خفیف و عظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کی ساتھون ساتھہ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ و بوستان کی ہری بہری سبز و شاداب تناور درخت سموم علم نظری و ظاہری کی جھونکون سی جڑ سی اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تھوڑے سے ٹنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی۔ سو وہ بھی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری و معنوی طور سی خود سر و آزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سی نہین دیکھہ سکتی جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجھہ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلی سلام کر چکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس و تسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہو چکی ہی۔ اگر کچھہ ہی تو تقدس کی جگہ وضعداری۔

خلقی و نیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کر سکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بھی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بھی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہے ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے ۔۔۔۔۔ حورون پہ مر رہا ہے یہ ۔۔۔۔ پست ہے

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرار نامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض باصفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بھروسا کر اور بارود خشک رکھو) پر عمل کرو اور دیکھو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت و سطوت کا ہی۔ گلیڈاسٹن لبرل آرام طلب قوم نے خون صلح اور طاقت اہلی بہت کچھ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خودغرض اور

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچہہ سمجھاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے ہین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بہلا کچہہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجہپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہوکر ادہر کا قصد کیا تہا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا ایا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تہا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ و دُم چہلا بنا رہے گا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند دہڑکا ہوگا۔ وہان کا ادنیٰ سے ادنیٰ گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکہہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکہنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ بس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی۔ جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

۱۵۲۷۳

سلطنت چھوڑ جانے والے ہوں دنیا میں چندان رنج وتاسف نہیں پیدا کرتا-
بعض جگہہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تہی - اور ادہر صاحبزادہٗ
بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے - ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے
باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہیں - ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین
لطف ریاست کب اوٹھائینگے - پس اب نہ تو میری صلاح ہی - اور نہ غالباً تمہارا
دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا - مضی مامضی - اب ریاست کا جھگڑا -
ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی -

تمنے جو کچھہ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ وفلاح کے احکام جاری کیے - اوس سے
نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین - بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی
کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف دہ مراسم کی قدر
اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے - بات تو اچھی ہی بشرطیکہ
تمہارے دماغ سے نکلی ہو -

تمہارا ملک دستکاری - نفاست میوہ جات - لطافت - موسم - خوبی -
آب وہوا مین ضرب المثل - مگر ساتہی اوسکے بدانتظامی وبدحالی مین شہرۂ آفاق
ہی - تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظرین
پیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوا دی - عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا -
تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑہی کمائی کا پورا جورہ پایا - نہ مفلوک اور
کنگال مسلمان خوش ہوئے -

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی -

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لی۔ مگر تمہاری خدمت پر جون چرا کرتی ہی پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔ ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کرو کہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا اوسمین وہ جواہر لگا کر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام مہراجہ کشمیر

مہراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لیتا ہے۔ عرصۂ کائنات مین وہ سچ ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل و موقع دیکھا ہی اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے زیادہ ہی۔ شائد پھر کہ مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔

پہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپ کا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست

وہ کم ہی۔ برمحل کارروائی کرنے والے توگھات کے منتظر ہی رہتے ہین۔
والیان ملک کچھہ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کو ہاگرم ہی پیٹا جائے۔
مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگر اوسان نہ کہونا۔ قیام
رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھہ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت و نادانی نہین ہے۔

من نگویم کہ این مکن آن کن مصلحت بین وکار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے
مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمھاری اباجان کو اودہ پنچ
نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے۔
ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۷

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی۔ آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر شک
کہایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پُرانا خرانٹ ناصح بہت کچھہ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون
اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی
سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی۔ اور آج
سے نہین جب سے تمھارے وزیر باتدبیر سر سالار جنگ اس جہان سی سدہارے

ہاتھ پاؤن بچائے   اور موذی کو ڑہائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلرغ مین جشن اوڑاؤ
کس نئے پر سدکہ بھیتا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھ تمہین کو بیم و رجا مین نہین رکھتا
سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکر کود مچاتا پھرتا ہی۔
ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔
بازار مین جدھر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر تو دو گیارہ
ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ
نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی الفت مین
چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل
مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی
داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ
درختون سے گر کر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون
کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوًا و عمدًا گھوڑون پر سے گر گر
پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ٹکی
وضعداری۔ سلاست روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی
ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ روس ادہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھ لو۔ ٹلیکے کا ڈر
شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑاتے۔ یا پانی گند کا
بھانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت نہ

نمک حلال - وفادار - خیر خواہ - عقیل - عالی دماغ دیوان کے حقوق کو خوب ادا کیا - مگر سے

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی - استغنا - گستاخی - جو بعض اوقات - سوادبی کی حد تک پہونچ جاتی ہی - سب خاک مین ملاے دیتی ہی - تم تو اپنی سی کرگذرے - آگے جو جیسا کرے گا - ویسا پائے گا - مثل مشہور ہے - سکہائے پوت (یعنے بیٹے) دربار نہین جاتے - قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تہا - بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے - وزیر انجام بین نے اپنی اولاد کی آیندہ بہبود - اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجہا کہ میرا لڑکا حین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہوکر کاربار سیکہا کرے - تو غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے : وزارت بہی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے - مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے صاحبزادے ہی تھے - باپ تو ریاست کے وزیر تھے - صاحبزادے احمقون کے بادشاہ نکلے - تاہم وزیر پُر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچہہ نہ کچہہ میرے جیتے جی سیکہہ جائین گے - آگے کام چل نکلے گا - چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے - مگر صاحبزادے کو بہیجدیا - اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہا دیے -

اول - پہلے بادشاہ - اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب و محبت سے سلام کرنا - کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چہوٹے خواجہ ہین -

در بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دہتورے رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت ورسگہڑ بہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلو تہی کیجیے۔ نا دانستہ غفلت کی تبیجیے کچہہ نہ کچہہ بیش ہی ہوسکتی ہی۔ اس لیے اگر مین یہ صحیح اور واقعی بات کہون کہ مجھے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال دریافت ہونا مقدم تہا تو کچہہ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے یہ مقصد پورا ہو گیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور ور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہو گا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع وخلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک ہی پہونچ جاتی ہی۔ لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ نہین رہ سکتے۔ خصوص ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل ومصارف خزانہ بغیر عینک کے دیکہو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچہہ کرگزرے۔ اور واقعی

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمایئے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہی؟"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکہائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہی تم نے بہی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہو چکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بہی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہی۔

اس موقع پر پہونچکر یہ بہی گوش گذار کرنا ضرور ہی۔ کہ جو کچھ کرنا اپنی بہروسے پر کرنا۔ قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑہاپے کے مارے سست تدبیر ہو رہا ہی۔ سوچتا بہت ہی۔ کر کچھ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ کری تلوارین۔ سردیا سے پڑاتے کام نہین دے سکتے۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تھوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہو گئی ہے۔ دوچار چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے ہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہی۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ انتظامی الٹا کرتے ہین۔ اُنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنی حلوی مانڈے سے مطلب ہے۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب یہ حضرت داخل دربار ہوکر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھہ ہی بآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا ٹھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈھنے۔ آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔ آپ اوچک کر اُسپر بیٹھہ گئے۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم۔ سمور۔ قاقم"۔

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہی۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا برفی"۔

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکالدو دربار سے۔ گھر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین۔ اجی بس جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تھا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہہ تھی نہین۔ ایک ہو کی بچی تھی۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔ زیادہ گنجائش نہ تھی۔ آخر کار بعد تلاش ایک کونے مین دیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

کے واسطے منتر ہی تو ہی۔ اور خزانہ ترقی کے لیے کلید ہی تو ہی یعنے جب غور کرلیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کے واسطے مفید ہی۔ اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری۔ تو پہر ہر وقت ہر لحہ۔ ہر جگہ اوسکا خیال رکہنا فرض ہے۔ اسی کا نام دُھن ہی۔ جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا۔ تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین جنہین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے۔ تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا۔ پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین۔ پس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جہگڑے بکہیڑے شروع کر دیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُہن نہ بندہنے پائے۔ گو تم کم سن تہے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی واپسی برار کی خبر نہ سُنتے ہو۔ اوس کو مرتے مرتے بہی دہن رہی۔ اب انصاف کرو۔ اوسکے بعد پہر بہی کبہی اسکا چرچا ہوا۔ ملک وہی۔ والی ملک وہی۔ برار وہی۔ سرکار وہی۔ مگر افسوس انگریزی مثل دو کوشش کرو کوشش کرو۔ اور پہر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین۔ ممکن ہی تمہارے دل پر ایسا اثر ڈالا گیا ہو۔ کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون۔ یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو۔ مگر سمجہ لو اگر تم کچہ کہوگے تو ایسے ہی مہمات سر کرنے سے ورنہ کٹہہ پتلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی۔

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون۔ کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین۔ صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر ممتاز ر

گہوڑ دوڑ۔ تفریح امرا ور رؤسا کے واسطے مردانہ کہیل ہی۔ مگر وہی بوقت فرصت"
ہم نے یہ بہی سُنا ہی بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالباً
یہی وجہ اور یہی باربار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سہ‌ر دست اور کچہ نہین۔
اس تجارت پر محصول جنگی تو تم ہی قائم کردو۔

اور بہی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاء اللہ
دوسرے خط مین لکہے جائینگے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۸

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکہہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے
استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق
تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو
پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے رائے لینا اور اوس رائے
کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہی۔ دیکہو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے
کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔
مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تہا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تہی۔ یہ سمجہ لو
جسقدر تیز جست چالاک گہوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بہی ہوشیار بیٹھنا ہوگا۔
مین تمکو ایک نسخہ فقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے
کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجہ لو کہ کشودکار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کردی ہی۔ اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ دنون یاد کیجیے۔ جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالبًا وہ رفع ہوگئی ہوگی۔ اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی۔ کہ ابتک مین نے کیا کیا۔ اور کیا کرنے کو باقی ہی۔ لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچہے نظر پہیر دیتا ہی۔ خیر یہ تو امور اتفاقی ہین۔ چارہ ہی کیا ہی۔ اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی۔ اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے۔ کہ وہ کیا ہی۔ کہ بہت ہے اور پہر نہین۔ یعنے انسان۔ مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا۔ اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بھی انسان نہ تہا۔ بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا۔ اسپر کوئی کام اونکا رُکا رہا نہ انتظام ملتوی۔ ایک نے سلطنت کی شاخین۔ انتظام کی سختیان اُوہر تک پہونچا دین۔ دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی۔ پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین - اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات رکھتی ہو - پس وہی ذات خدا ہی - غرض یہ کہ جو کچھ ہین یہی لوگ حضرت اختیار صاحب ہین - جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات وسیع رکھا کرتے ہین - تمہاری طبیعت نے بھی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی پر پہونچایا ہی - اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو - اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو یا وزیر کا بھائی - عزیز ہو یا قریب - کسی کو نہ دو - میری صلاح تو یہانتک ہی - اگر ملک غارت بھی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لُٹا دو تو اپنے اختیار سے - کسی بیادے کو نوکر رکھو اپنے اختیار سے - غرضکہ جو کچھ جا بیجا کرو اپنے اختیار سے -

ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی ویسا ہی - مگر اہل سیف کی جانب بھی تمکو توجہ چاہیے - پُرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا - نہ تمہارے صندوقون مین رکھا - بلکہ اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا - اسکا انتظام بلطائف الحیل نہایت سہولیت سے کرنا چاہیے - کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بھی چند امور باقی ہین - اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار کیے جائین گے -

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا - وہ مراسلہ لانا - وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان - وہ اخفا مین اہتمام - جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی - ہان (سر ہلا کر) اچھا تو ہی - تمہاری خاطر کسکو منظور نہین - خصوص جب تم ناراض بھی نہ کرو - امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ - مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا -

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بھائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے - اور خود بازی جیتے - اونکو اور تمکو مبارک - اگر حیدر آباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تھا - ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین - پس یہ بھی اونہین امور اتفاقی سے ہی -

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی - پارسی نہ مدراسی - انگریزی نہ ارمنی - مین تو باشندۂ دنیا ہون - میری نظر وسیع مین سب یکسان - پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہو سکتا - فی الحال ہندوستانیون و دکنیون کا چڑھاؤ اوتار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی - تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو - نہ وہ افراط کہ ادھر سے کوئی بھی بال کترا فبر ہووے جہاڑن کا کوٹ پتلون پہن - کہڑے گہاٹ نیچری بن - سید صاحب پیالہ پی - بھٹی کے چادر گہاٹ جا او ترا - اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ - عمدہ جگہہ - کام سب بگٹٹ چلا آتا ہی - بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تھا۔ اگر لوگ پوچھتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکھتا ہون تمہارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکھو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑلیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹھساٹھس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزؤن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینہ و بازو کی طرح اوبھرے اور بھرے بھرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوشخطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت و الفت شکوہ و شکایت۔ راز بتاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑلیتے ہین لفافہ دیکھکر

بس ہندوستانی رئیسون کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

نا ے ونوش مستی کا جوش وخروش - کیا مزا دیگا جب ہم پڑے پڑے
مسہری پر بالسم کپیبا - اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا
رہے ہین - تاج پر زر - لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا
جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو
اندرسبہا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر
اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ ارادہ وغیرہ) کے
افعال پر جو کچہہ پڑتا ہی طب وحکمت گواہ ہین - واجد علی شاہ باوجود لحیم و
شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے - اسکی وجہ علی نقی خان
اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچہو -

شائد تم فساد خون مین شہزادہ بسمارک کی مثال پیش کرو - مگر اتنا
بہی سمجہہ لو کہ یورپ مین طرز تعلیم - وخیالات - وسعت معلومات اور گندی جذبات
انسانی وہان کیسی ہی - اوسپر بہی دیکہہ لو فساد خون کو فساد عالم اسباب
مین کسقدر دخل ہی - جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ
وہنگامہ پیدا کرتی ہی -

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون -

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا - غالبًا - اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ - اور دل مین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی- عہدے نے سلامی اوتاری- اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا-

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ ہندوستانی نکالی جائین- ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے- ایک دوست نے پہلیندرے کہلائے- ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا- پوچہا کہان پیدا ہوتا ہی- آم کو آنجائے چلئے تو برا اُبہر بانی ہو- دوست صاحب نے ایک پہلیندرے کے درخت کے نیچے جاکر دکہا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین- جتنے کہائے جائین کہاؤ- آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کہانے- اتفاق پہلیندرون کے ساتہہ مین کئی بہونرے بہی مرے پڑے تھے- آپ ایک آدہ وہ بہی چکہ گئے- وہ جب دانت کی نیچے پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی- آغا صاحب فرماتے کیا ہین "تم چاہی چر کرے چاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چہوڑے گا- بس کچہہ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چہوڑے- ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی-

خیر یہ تو ہو چکا- ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا- اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون-

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی- اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے- تو ریاست سلطنت عیش عشرت- شراب کباب- سیر تماشے سب کا لطف ہی- بہلا معشوقان پری تمثال- ومہوشان خوشخصال

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ معلوم ہو گیا ہین لیل و نہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون یا گرد و غبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین مستحکم مکانات کی چھتین - اور بڑے بہوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین - آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہو جاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

نز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو یا لائق عفو - مگر سر دست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضی مامضی - ہان جو کچھ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتھ جو کچھ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کے موافق مزاج و سرشت بھی ہی - عملدرآمد مین بہت کچھ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

سو چو اقبال کا بدل بھوپال کیسا۔ سو اسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات
مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی
واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹھونس ٹھونس کر بھری ہین
تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی۔ رہی بھوپال کی تخصیص وہ
خمیر زمانہ دیکھتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی
بدشگونی ہی نہ بدفالی۔ صرف احتیاطاً زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔
مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تھا کہ شجیع اور
بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ ومنفعلہ موجبہ سالبہ۔
اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی
منزلت سے ازروے فلسفہ ومنطق۔ ومذہب۔ وقواعد زبان بخوبی آگاہ۔
اور ایک دوسرے کے مرتبے والتزام۔ میلان طبعی۔ وخواہشات نفسانی سے
بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ وضلالت استعداد وضعف عقل
وقوت جذبات کو اچھی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کما حقہ
پہچانتا ہون۔ پس جو کچھ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکھکر۔ تمام باریکیان سمجھکر۔
خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری
ریاست اپنی طاقت اعلیٰ سے اچھا برتاؤ رکھا گئی ہی۔ تمنے بھی شخصی اور ذاتی
طور سے کچھ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے
مردون سے نہو سکا۔ مین تم کو تہ دل سے سراہتا۔ اور دست اشراقی سے
تمہاری پیٹھ ٹھونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔ سے

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی۔ معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوص کرو۔ آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائے گا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بھوپال

دام بھو پالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجھا اور سُنا چکا ہون کچھ مضامین باقی رہ گئے تھے۔ جب تک وہ بھی گوش گزار نہ کرلون مجھے چین نہ تمھین تسکین کی امید ہو سکتی ہی۔

جو کچھ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تھی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہو گیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بھی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم و بیش ہر جگہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے قرائن وہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کر دیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کی وسیع کف دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان مین جہان منزلون بجز خاک کے پانی کا نام و نشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ
تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کرلینا چاہیی
کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین
تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے۔ بیس بسوے تو وہ نوبت ہی اسکی
نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرماشرمی منڈبھیڑ
ہوگئی تو اہل غرض ٹپے کھاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ؎
بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازاو کہ شرح حکمۃ العین ست مژگانِ درازاو
مدت سی میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے
کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب
نزول ہوتا ہی۔ اگر تمھارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی
گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ
معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔
کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست
اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچ جائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف
شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بہوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔
مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبہالنا۔ انسانی
ہمدردی اور جرأت کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے
کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف
اگر ہے رحمدلی کہا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدہر۔ اسی طرح۔ خود غرض

نپولین کا یہ مقدر صحیح ہی۔ کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔ مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین۔ یونانیون کی ایک مثل ہو کہ جام شراب در لب کے
ما بین بہت سی کھنڈتین ہین۔ جو بات اچھی یا بُری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی۔
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور ہی ہی۔ پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہر اوا بدل مرغوب ہوتی ہے۔
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ موکو چولے مین جھوکو کے
مطابق ہی۔ حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔ نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا۔ نوجوان رئیس کا انیلا ہونا موجب ہی۔ تمنو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔ بخوبی تمام تمیز کرسکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف۔ جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔ کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔

یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتے تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹھیس بہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر
بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین حلق مین کانٹے پڑے ہوے
پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھہ رہا ہی کہ دور سے
ایک بڑی لمبی چوڑی جہیل صاف شفاف نتہرے ہوے موتی سی پانی سے
لبالب نظر آتی ہی - وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا
سایہ اور عکس - آنکھون مین تراوٹ - دل مین ڈہارس - پیدا کرتا ہی - اور
وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی مگر وا ے نادانی وہان پہونچکر معلوم
ہوتا ہی کہ سُراب ہی - بجھے دل - ٹوٹی ہمت - اور مایوس خاطر سے آہستہ
آہستہ - آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف - اور غلطی
پر خجل ہوتا ہے -

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول
لینا چاہیے - کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین - دنیا کے معاملات مختلف
طور سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین - ممکن ہی کہ ایک نہ لاؤبالی
اپنا اہم سے اہم کام -

نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی

پر عمل کر کے اول جلول طور سے آنکھہ بند کر کے انجام دینے کی کوشش کرے
مگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندہا دہند کارروائی سے
کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے -

پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو - یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

جلتا تہا۔ اوراب اونکا نام ونشان تک باقی نہین اونکی جگہہ خدا جانے کس کس دساور کا ریزہ۔ کس کس جنگل کا بہالو۔ کس کس ملک کا جانگلو۔ کس کس اقلیم کا انسان آکر حاکم بنا۔ وہان ایک ویسراے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس شمار قطار مین ہی۔ بس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبہی کسی زمان و مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ بوڑھے کے۔ یہ دو جملے محض بیکار اور بیفائدہ ہونگے۔ اب رہی یہ اسوقت بالفعل۔ درنیولا۔ ضرورت اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کار امروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا۔ جو مبحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی کرنیوالا ہون۔ جو کچہہ کہنا ہے کہے دیتا ہون۔ اپنے وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا۔ اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا۔

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی۔ جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو نہین خوش کرسکتا۔ مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا۔ جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا مگر یہ سمجہہ لو۔ ایمان وانصاف۔ کانشنس۔ ذری بیڈہب ہین۔ جمہور رعا کا دل کارروائیون کا فوٹو ہی۔ اگر وہان کا حاکم خوش۔ اور یہ دل دعاگو۔ اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی۔ تو البتہ موجب فخر ونازش ہی۔ ورنہ مدقوق کے چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا۔ دماغ مین تا دم واپسین قوت باقی رہتی ہی۔ اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی۔ ایک عاشق

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگر چہرے کی رونق اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تارون سے بند ہوا لو یا کمانی بنوالو۔ گھر بھلائی ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلاّ (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا　　کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کر لیا جائے۔ اور کچھہ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام و تفہیم گنجایش پند داندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبا یا ہندوستان سی اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان ضرور بالضرور سہ ضرور کچھہ نہ کچھہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ دنالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکھہ پھیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم رواروی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہو چکا۔ پہر آخر روپیہ آئے تو کہان سے ۔ اور کام چلے تو کیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین ویسی نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ کا پانی پئے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کشتیان لڑے ہوئے۔ دیسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو۔ برہما۔ کشمیر بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ سے چشم پوشی عقل دوراندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہو۔ جہو ہندوستان کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست و درشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت وصولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی و منطقی حجت واعتراض نہین کرسکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت کرسکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے لقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی جائز ناجائز کوششون مناسب غیرمناسب تدبیرون سے برائے چندے کسی نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہو جائے یا ہمیشہ کے لیے ملتوی رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک نہ ایک دن ضرور بالضرور بہ ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

اپنے معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے شعر
اُنکے دیکھے سے جو آجاتی ہے رونق منہ پر — وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی

رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبر یہ سیاست کی ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیردست کو آئے دن مبتلاے زحمت رکھا ع

قول ہی مشہور مٹا کے سو مطلب کے دو

اگرچہ امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرض شل انتظام مین گڑبڑ سین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھول نکالنا تمہارے سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے ہاتھون سے ا۔ اتفاقات کا کیا علاج۔

جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

تمہاری مستعدی اور جودت بے شک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کرلو۔ مگر نہ جھٹ پٹ ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش ۔ شہنشاہی

کسی زمانے سے متعلق ہو - یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے
گواہی دینے کو موجود - اور اکثر حاکم عدالت کو ان جہوٹی گواہون سے مغالطہ
عظیم واقع ہوا ہی -
پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جمجمہ مین حاکم دماغ بہی حواس خمسہ ظاہریہ
کی جہوٹی شہادت سے دہوکا کہاجاتا ہی - جولوگ اس گر سے واقف ہین وہ
نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق
گواہی دلوالیتے یا اور کچہہ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرالیتے ہین کہ
اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی - یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش - ناچ - دعوت
تہیٹر - گہوڑ دوڑ مین ایسے اولجہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تہوڑی دیر کو
بہول جاؤ - یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو
اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم بہی رہو تو پردہ غیض وغضب
تدابیر سے آنکہون پر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نامعقول مین تمیز نہ کرسکو -
تمہارے عادات تمہارے مشاغل - تمہارا سن - تمہاری گپ چپ - یا پاسیو
مشیردن سے مجہے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش
اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو - اسیواسطے مین نے آج
یہ زحمت گوارا کی - ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت
ہوئی مین تمکو سمجہا چکا ہون - ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی - حصول مطلب
کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی - نپولین سے
دہوا دسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین - پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمہارے

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑون سے ہٹانے کی کوشش کرنا-
" پنجہ بسیمین خودرا رنجہ " کرنا ہی-

مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون-

اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ اشباہ کی ہدایت کرتا ہون-

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵

بنام نظام دکن

حضرتنا- گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے دس لاکہ روپیہ چپٹ کرنے پر ہمت باندہی- ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے- دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر یاس سے اوٹھ بیٹھے - شہر مین ظاہری صفائی- فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی ہانڈی چڑہی- دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی بٹ ہی ہوشیاری کا پوڈر لگایا گیا- تو بہلا یہ تمہارا بوڑھا- خرانٹ- خیرخواہ- کیونکر نہ سمجھے کہ تم اوسکی صلاح دوستانہ اور مشورہ مشفقانہ کے آجکل محتاج ہو-

انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی- کہین کا معاملہ ہو- کسی جگہ کا مقدمہ ہو-

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تھا۔ مگر اب تمہارا منصب وہی تمکو یہ امر ہرحال مین ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون کا اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دینا بھی فرض ہی۔ مگر افسوس اول تو نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تھی۔ دوسرے سب کام تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کر بھی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت کر لیجایا کرین اوسپر طرّہ یہ کہ حضرت دیوان کچھہ بھی نہ نکلے۔ ڈھول کر اندر خول۔ اعلی درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مُدبّرون کو چکّر مین ڈالے ہوے تھے۔ اب خواب وخیال مین بھی نہین۔ بقول احمد مرحوم ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

اب تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کرکے ریاست کی ٹوپی سنبھالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے بھلے کو دکن مین آرام سے بیٹھے ہو۔ اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والئی کشمیر کی طرح بو کھلاے ہی رہا کرتے۔ کونسل آف اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکھتی ہے اوسکے واسطے دستورالعمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کی ساتھہ اوسکی تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پینکی جب مہلت دی۔ بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباجہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تھا۔ بیلی صاحب بلاشبہہ حیدرآباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی ٹھس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

مقاصد ملکی پورے نہون گے - مگر ساتھہ ہی اوسکے تمھارے طفلانہ مزاج - اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی -
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلیٰ تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمھارے اور تمھاری والد بزرگوار اور میر لایق علیخان
اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات -
فہم وفراست - خبط وحماقت مین آسمان وزمین کا فرق ہی - تمکو ثابت کرنا چاہیے
کہ سب وہان پنیری نہین ہوتے - نہ سب [1] مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی -
نہ ہر گھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی -
ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی - اگر جامہ ریاست تمھاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

---

[1] ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین - آپنے زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے - وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے - جب وسنے پوچھا کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے - تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا - ا - ۱۱ - ر

[2] ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے - طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا - معلوم ہوا تربوز کے فالیز مین - فوراً اوسے لٹا کر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا اونٹ اچھا ہوگیا -
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے - اتفاقاً کسی روز ایک گھینگھے والا شخص ملا - آپ نے اوسکو لٹا کر حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا - ا - ۱۱ ؛

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کے عزیز بہائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمہاری بہن پژمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی مگر بہائی مین ایک سلیج ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت پیغمبر کا طوق پڑنا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت سخت گلوریون کی تمنا نہین رہی۔ سلیج اور نندوئی کے مزاحون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش ہوتا کہ کبھی کبھی دو مُنہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ سلیج اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھ زیادہ کر سکین جب یہ کچھ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑہتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذرا جاتا ہو اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سی بالغ ہونے مین ہی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ کہتا ہی اور یون بھی پیر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیس۳۰ برس تک تم خدا کی ودیعت اور نبی کی امت کو بڑہا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپکے ہئے نہین انتظام کا ہیکا ہوگا ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنا لو گھر والی بھی ملجائے گی۔ مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہو مگر وہ ہو !!!

سُنتے ہین جب گدہون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخمہ باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالیٰ کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چار مینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالباً اونہین مین سے دوچار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چہ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہی نہ عیش و آرام۔ لہو ولعب کے واسطے کسی سے۔ ناچاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجاے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح قرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدردانی مین مشق بڑہاؤ۔ ملک کے رنج و راحت کو اپنا رنج و راحت بناؤ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھاے یا گھوڑ دوڑ مین بازی جیتنے سے کچھہ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار و سائیس۔

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ ادہر ڈپلومہ لو ادہر مخطوبہ رات دن پڑہنے کی جگہ کچہری اور سونے کے کمرے مین اپنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش کرو پہر دیکہو کیسا جلد دولت والے گہر والے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑہانے والے مشہور ہوجاؤ گے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بہی مین باپ کی توت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری سے بہی پلے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چتر منزل کی کیفیت دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دو دو کی جگہہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا جو ہی کی اولاد ہوگئی اس کثرت وارادت کو دیکہکر مرد بیچارے لگے جوبیا کابل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گہبرانے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کا عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوامونی کافور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکہ دیکہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور بہی رہے سہے حواس بیتر ے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ ایکی سال پیٹ مین بچہ

لا جلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سر براہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کے خرچ
کر سکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کر نہین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب ارد ہنگ[له] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بھی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گھر اور مال ہو تو ضرور شادی کر لے۔
بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتھ ایک اور نیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . بنا ہی تو بہو مزے کر و دس ادھکی بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بھر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدر آباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
اُچک جائیگا تمھکے ماندے گھر مین آنا نکٹھو تو خدا اپنا ہی دیگا۔ بی بی گٹھری ٹٹول کر نوٹون کے
دھوکے مین امیدواری کی عرضیون کو صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تھا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً انھین
اور جائے گا وہ پھر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم
دو دن کے بعد جس مصیبت مین پڑنا تھا پڑتے وہ تو چین سے رہتی۔ شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان۔ نہ خدا کی ودیعت بڑھی نہ گھر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کر لو۔

له نصف حصہ لینے ۰۵ و ۱۳

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بےوقت
جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا
رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان
کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھالیا
اور دفتر پر چڑھاکے ..... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین
ون۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا
پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد
اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوئی ہین
پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی
آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو
دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار
درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے
کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر
چھری پھیرنا شروع کردی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون
کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہوگا۔ نہ مردم شماری کے
نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو
برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کرلی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا
یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہوگا۔ الغرض بیان مصائب
اہل بیت آسان نہ۔

کیا رہا ملک الموت حلول کر گئے۔ جان سولی پر ہو گئی۔ زچہ جی کیا بچی گویا بچے کے
ساتھون ساتھ خود بھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ اور جو گئی تو قصہ پاک۔ حکیمونکا
قول ہے۔ کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی۔ تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی۔ بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ بروقت بار ور ہونے
یا بچے پیدا ہونے اور پھل پک جانے کے مرجاتے ہین۔ ایک دفعہ پھل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی۔ پس اس طرح
انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی۔ جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی رو سے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے۔ کڑیان
جھیل لین۔ اب انحطاط کا دور دورہ ہے۔ اب تو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے
کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اُسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی۔
علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی۔ اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھ
نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت۔ گلاب مین کانٹا۔ پس اسطرح
بھی ان ذات شریف مین نیش موجود۔ تیسرے بوجہ قربت قرب بھی کی جاسکتی ہین
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے۔ اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا
فرق۔ طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضیائے طبیعت کا ثبوت ہی۔ یہی سمجھ قانون قدرت
نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کر لی۔ اور بھی ایک بات اور بھی ہے
بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے پاؤ تولہ باون رتی تُلی ہوئی بات کہا کرتی ہین
اگر غور کر کے دیکھیئے تو معلوم ہوگا۔ جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کر کے
گنو۔ اونکو وسواس ہو گیا۔ بدشگونی ٹھہرادی۔ آپ دیکھیے تہذیب اور

تمہاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا- لومڑی نے کیون ماند بنایا- یا اللہ کیا مخمصے مین جان پڑی چلو اس سی تھوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا یوب دور سی غرے ڈبتے بتانے لگا- رعایا ہی کہ مجھ بھکوے کی ایک نہین سنتی- ای لویہ سب کچھ تو تہا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجہتی ہی مرد بیر آجے- .... ہندوستانی بوکھلا گیو- کوئی تو کہتا ہی ہرات پر روس قبضہ کریگا تو انگریز قندہار لینگے- کچھ حصہ ایران دبائیگا- ارے یارو مجھ بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہی- میرا ملک نہوا تمہارے بابا کا مال ہوا- اگر روس اور انگریز ونہین جھنک ہی اپنے سمجھوتہ کرلین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے- وہی مثل ہوئی دکھیانی بلی کھمبا نوچے- مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون- روس سی ملتا ہون تو انگریز دو ہی دن مین چھٹی کا دودھ یاد دلائینگے- نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین- بہئی واہ- ع

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملا دیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے- لے بھلا پوچھیے- مجھے ان باتون سی کیا مطلب اپنے انگریز جانین روس جانے ”گوشت خردندان سگ“ حیرت مین ہون کیا کرون- اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائی- اب یہ فرمائیے کس بد مین داد بیداد مچائی جائے- صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کی دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی- چلو- ع

تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو ادر ہمعصرو نسے کہا سنا جاتا- یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار طلبا کے واسطے گیند دہڑ کے کا میدان ہی- جو جی چاہتا ہی کرتے ہین- کوئی بات بیجا ہی نہین اب میرے واسطے سردست سوا اسکے اور کچھ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے انگریزون سے روپیہ اینٹھون- پہر دیدہ خواہد شد- کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی-

مٹی خراب خلق میں مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمٰن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے
مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ
مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبدالرحمٰن خان

لاحول ولا قوۃ۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور
دستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائی یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تہی
اللہ رازق تہا ہر حال مین دیتا کچہ آرزو ہی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا اِدہر اُدہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی۔ تخت و تاج کے جھگڑے دیکھے تسبیح مصلے کے
جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تہا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔
انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا۔ مارا چہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے
نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہو جائے۔ مثل مشہور ہی "خانہ خالی را
دیو میگیرد"، چلو بہئی تم ہی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تہا انگریز لوگ بیکار سمجہکر سر سے بوجہ
اوتار نیوالے ہین۔ لو صاحب مجہ بیچارے کی گردن پہنسا ہی تو دی۔ واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان۔ کہین۔ ادہر آؤ۔ ادہر جاؤ۔
لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا!۔

سبب ہند وجہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمیں لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے دن مکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام حضرات اہل سلام...... اس جلسے مین مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین"

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔ کیونکہ اپنے انٹی بہائیون سے کچھ بعید نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون۔ کیا معنے کہ جب اعزا و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بہی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بہی غالباً ادولمشتہر" خمسہ یعنے خانصاحب بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب آغن صاحب۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔ حکیم محمد رضا خان بہادر شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گہر بسی۔ یعنے گہر کے لوگون یعنے لڑکون کی والدہ یعنے اے جی۔ یعنی بیگم خانم صاحبہ۔ یعنے جورو جی۔ یعنے زوجہ معظمہ طال اللہ بانیہا و آنجل اللہ ثدیہا علی رؤس الشوہرین الی یوم الوفات بل بعد الممات کو کہتے ہین۔ تو ان ذات شریف کے اوٹھہ کہڑے ہونے مین کوئی کسر باقی نہین رہی۔ جس طرح تہیٹر۔ سرکس۔ گہوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی اوسی طرح یہان بہی آدہمکینگی اور یہ بہی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گہر یون شریک ہوگا تو اوس دن ضرورت کا سامان بہی ہمراہ ہوگا۔ خواصین پیش خدمتین شیرخوار بچہ

انڈے بچے والی چیل چلہار

بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ پھونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ چپ شاہ کی بالکی منوہی بنی۔ منہ مین گھنگھنیان بھرے بیٹھی رہین۔ اجی توبہ کیجیے بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہندیت بٹیر۔ بلکہ گلا پہاڑکے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹھاکے۔ جس مین یہان سے لندن تک تو خبر ہوجائے کہ لکھنؤ مین بہی کچہہ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے سے سٹریٹر جلسے ہوتے تھے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق اداکرنے یا مستحق بننے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر جب دیکہا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آپہونچا ادہر لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بہی عنقریب دربار فرمانے والے ہین۔ چہتری سرکس بہی تماشے کررہا ہے۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی بہی آتی ہے۔ ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی چنچنی چہوٹی۔ بے چینی بڑہی بادہ ہیجان مین آہی گیا۔ اور ایک بار آنکہہ بند کرکے کہجیا کے "عظیم الشان جلسہ انٹی کانگرس" کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت گزر جاتا ہے۔ بات رہجاتی ہے۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو۔ "منجانب مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۲۰۔ دسمبر ۹۹ء بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ لکھنؤ مین ہونیوالا ہے اوسمین کچہہ تجویزین قرار دی جائینگی اور کہا جائیگا کہ وہ کل باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

رنڈیون۔ خانگیون کا کہین ٹہکانا نہ کیا۔ جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین ہونے کا پیشہ اوٹہائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی چدن۔ بی چودہرائن۔ وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بانہ ون کیا بڑون بڑون تک کو ہوگا۔ پس اُن کی طرف سے آنکہین پہیر لینا یعنی جو مناسب ہے بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان۔ پالکیان۔ ڈولیان ہون وہان جو پہلے نہ ہون۔ واللہ انٹی ونٹی تو چاردن کی بات ہی۔ سابقہ انہین سے پڑنا ہی۔ اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچہا تو بہتون سے برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا۔ ناچ گانے کے جلسون مین رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفر دائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک بہ جراحت ہوگی۔ یہ سمجہہ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکہتی ہی۔ انکا سکہ دلون پر چلتا ہی۔ انکے طبلے کی گمگ نانک متی توپ۔ سارنگی ہنری مارٹنی۔ مجیرے مکزم گن سے زیادہ توڑ رکہتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ یا ٹارپیڈو ہی ہین۔ انکے توڑ کا کیا پوچہنا۔ بلکہ سچ پوچہو تو یہ لوگ سُرنگ ہین جنسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور بچنا چاہیے۔

راقم

ساتہ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈ کی بہی چلی مدارون کو

جسکے ابہی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ اوبہرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہورہا ہوگا۔
پہرا وسکا گہوارہ۔ پالنا۔ جہنجہنا چُسنی۔ انا۔ چہوچہو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ
بکری کا بچہ۔ چند خرگوش ورچینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص
اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ
انا کے صاحبزادے لطفہ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ۔ چہوٹی صاحبزادی کا
گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرون
کے تہیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچہ دان۔ آفتابہ۔ آئنہ۔ اُگالدان۔
طشت۔ تسلہ۔ لُوٹا۔ ڈہولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچہونے۔ گاؤ۔ بچّے کے پوتڑے۔
نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبہی ہوا چاہین۔ پس معلوم ہونا چاہیے
اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے اِن
سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ
کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے
متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بہی گہر سے باہر نہ نکلنے پائینگے۔
پہر اگر مع اعزا واقربا واحباب ومتعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی
جانب سے اُن سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پہر اللہ نے چاہا تل
دہرنے کو جگہہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بہائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کہٹلا لیے
موجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے مین تو دو کانین بند تہین اس دفعہ
چولہے تک گہرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگر جاے اوستاد خالی۔
ایک بات مشتہر صاحبان بہول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

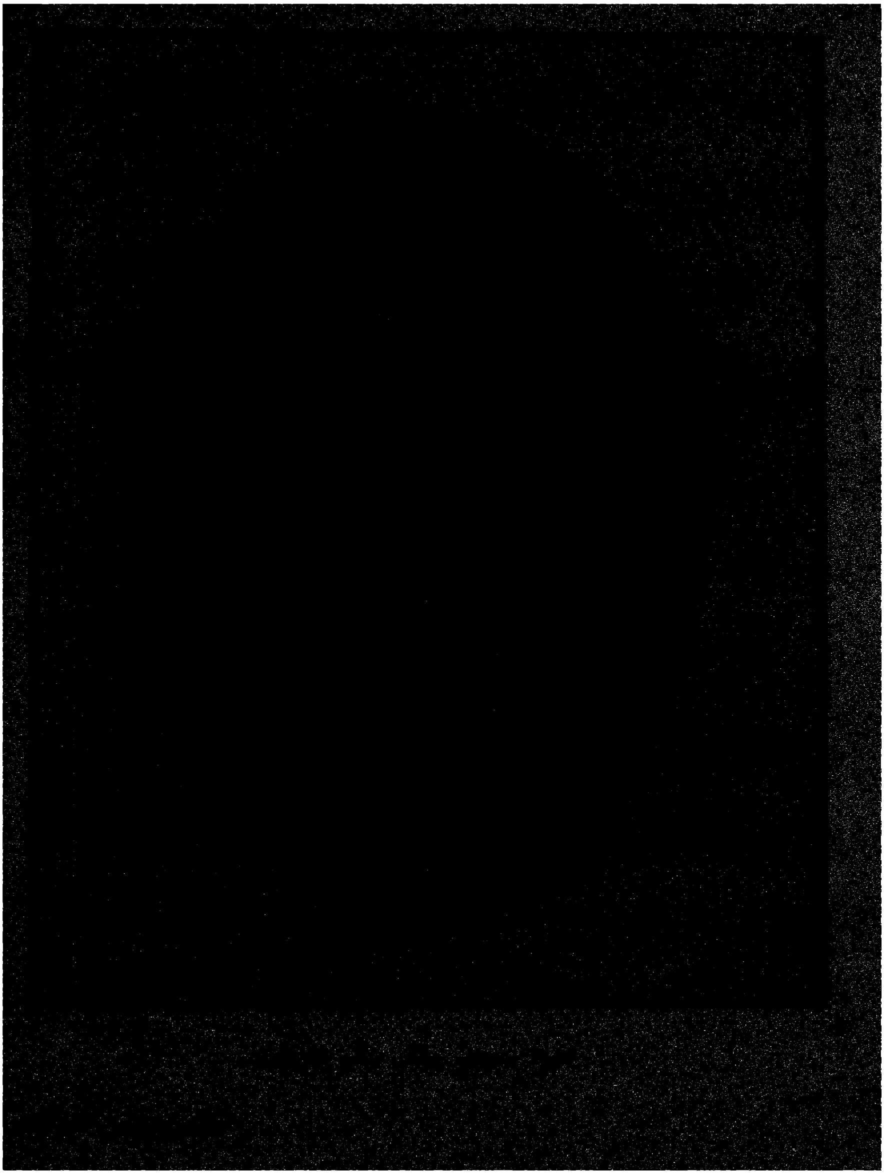

مرزا پھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف پھو بیگ پیچ کی نامہ نگاروں
مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلے مرزا
عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ بادشاہ اودہ
کی فوج مین کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔
لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کر کے مشغلہ
شعر و سخن کی جانب بہی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
مین بہی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا
نام اُردو زبان کے اساتذہ اور محققین کی فہرست مین داخل ہو گیا تھا
آپ مرزا نسیم کے شاگردون مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح و شدید القویٰ جسم و قوت کی اعتبار سے (بقول حضرت حسرت موہانی)
شاعرون مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق بنے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تھا
کھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگر کھا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بہی مرغوب تہی لیکن آخر عمر
مین کبھی کبھی کوٹ پتلون بہی پہن لیتے تھے۔ لطیف و ظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چھوٹون سے بہی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تھے۔ آپکے ملنے والون مین
پرانی وضع کے لوگون مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگون مین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تھے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تہی کہ
دم تک بلکہ مرنے کے بعد بہی لوگون کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی
کہ سنی تہے کہ شیعہ آپکے شاگردون مین منشی بالمکند بیتاب مرحوم اڈیٹر اخبار بہارت

متر قلقلہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہر دلعزیزی و بے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف و کرم سے یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین :-

"آپ کے نظم و نثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۵۷ء کے بعد کے ہین۔ مرزا تسیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے لکھنو تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روزافزون ترقی کے ساتھ پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کے مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۳ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے عدیم المثل و نظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرہ شعرا کے مانند جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقۂ اول کے انشا پردازون کی فہرست مین ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہی۔ افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولا نے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمہ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت مین چھپوادیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بہ جملہ اصناف سخن آپکے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی"

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہالے ڈولے مین تھے۔ اب جو پانی
برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑار ڑا دھڑیم
کرکے پشت بزمین رسید ہوئے۔ اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین۔ برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بھی خون کے پیاسے ہو گئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔ دوڑتے دوڑے
پھیپھڑی کیسے ہاتھہ پانون تک بھول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا۔ بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھ کے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑائے بھاگا جاتا ہے۔ سوا گردن ہلنے کے ہونکار
زبان ہی سے نہین نکلتا سوا نہیان کے ارسیان چار آنے آٹھہ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔ جی نہین اون ہون
یہ بھی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے۔ لے توبہ استغفر اللہ پانون
کی طرح زبان بھی پھسل گئی کدھر کی کدھر ہو رہی ہے۔ اب لاحول و لاقوۃ الا باللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پر ملالت مقدمہ مذکورہ
بالا جس سے بڑھ کے کوئی مرض لا دوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کا
اللہ اکبر۔ استغفر اللہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ لیجیے نیت بد ہو گئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہے کہ فصل کا کچھہ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھہ نہین ہوتا

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑھکے پیچھا لیدر
برما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔ کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا بہی بقول جُلاہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گہڑی مین کچہ اور گہڑی مین کچہ یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ (ساتت قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا۔ کس شدت کی کیسی دہوان دہار جلاپے کی گرمی تہی۔ اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدہمکے لگا دنا دن مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چو طرفہ سے گہرا چلا آتا ہی پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا۔ موسلا دہار۔ چہاجون برس رہا ہے۔ چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔ نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ جدہر دیکہو عالم آب کام کاجی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور۔ رات کیسی دن کو بجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔ بجلی کی چمک پہر اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتے ہین یا فرشتے عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔ تاریکی وہ کہ ہاتہ کو ہاتہ نہین سوجہتا اچہے خاصے

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنھین انیوتہ نکے دلسے پوچھا چاہیے۔ وہ خاکی پریزادو۔ نکھنا ؤ بیفکرون خوش نصیبون کے جماؤ۔ تنبولنون اور ساقنون کے ہجوم۔ سودے سلف والون کی دھوما دھوم کہین بٹی دھڑاکا میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف تماشین سہال گو نیان مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آباد لٹا دیا ٹیکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چٹ پٹے۔ کباب ہین بارہ مسالہ دار دہی کے بڑے۔ بگھیون کے گرد مالی ہار بیچنے کے بہانے آنکھین سینکتے پہرتے ہین۔ جب سنیئے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت مین کھلا۔ سونگھا اور گلے پڑا۔ کہین جھولے پر جنتی قمریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بھی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہی قسمت ورونکو تو برابر چین ہی چین لکھا ہی ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلا تشبیہ نقل کفر کفر نباشد بھلے آدمی سے نرے کہرے سائل ہوکے رہگئے۔ جب سنیئے سائل یہ چاہتا ہی سائل یہ عرض کرتا ہی سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہی۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بھی ملا تو بھک منگا کنگلون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچھ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگان خدا جو معظمہ دکرمہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے نانوی کے

خوش نصیبون کو اسمین بہی خوشی ہی چین سے گہرون مین بیٹھو ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پہر واہ جی واہ پانچون گھی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے منتین مرادین مانی جاتی ہین - شعرا مین کشتی مے کا
اوتارا برسات ہی کے گہاٹ پر ہوتا ہی - جب سنیئے ؎

تند و پر شور و سیہ مست ز کوہسار آمد   میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ - اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گھٹا اوٹھی ہی اوترے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

کے شور غل سے کان پہوڑے ڈالتے ہین - نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکھیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین - معشوق لوگو نکا یہ پیار اُمنہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹہار کھی جاتی ہین - جہان
اک ذراسی گھٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گہر گہر کڑہائی چڑہ گئی - چھنن
مُنن کی آواز آنے لگی - کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بہر تک ایسی کبھی نہین ہوتی
جب دیکھو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک وحسد سے ہاتھہ ملتے ہین
جہولون پر لہک لہک کے سال بہر کی دل کی بہڑاس نکالی جاتی ہی -
بہری بندے جب دیکھو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یادش بخیر بقول کسے ؎

موسلا دہار پانی پڑ رہا ہی- گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین- کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا وظیفہ- کبھی چار مندے چار گندے چار مکر ہا رے- بدلی گئی ہہاٹ بہوٹ تارے نکل آئے- کی تسبیح جپنا- مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدہی کچہری کی راہ لی- مگر قطع شریف اتنی پاک و پاکیزہ کہ مئی جون کے مہینے کا ٹھاٹھہ بہی قربان کیا تہا- اسے واہی واہ- پائینچے دونون چڑھے دامن گردانے- موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا پرانی سڑی کملی کا کھڈ ونگا کے دہی موی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین- اِکّے والے ہوت اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین- جواب کون دے مینہ کے دہاڑم دہاڑ مین کان پڑی آواز تو آتی نہین- بڑی بڑائی کسی دلگی باز نے اِدہر اودہر کونے کھدرے سے آواز دی بہی تو کیا دوت دوت- یہان اوسی کے سہارے ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے- اب ہوا کے سناٹے دانت کھٹے کیے دیتے ہین یہان کچہری کا بہوت سوار ہیکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہین بیگار ہو جائے نہین بشتم بشتم گول دروازے تک پہونچ گئے- اب اکے تو جمعرات کی اپسی دہن بہت مگر خالی ٹٹو پوشش بچھونا ندارد- وہ بہی غنیمت است کھکے بے چکائے

پھیر مین پڑے ہین او نہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بجھر جھکڑے کو جرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیچیائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سواب بھی ہے
وہی لہنگا وہی ساری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی کپڑون مین کیچڑ کے چہپکے کائی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سواب بہی ہے
اوسی صورت سے ہے ابتک بُرے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

قصہ مختصر۔ کچہ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے اودہر ہوجائے اِن مصیبت کی مارون کو وہی ایک دہندہا۔ صبح ہوئی اور موم جامے کے ٹکڑے مین کاغذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

چلی چین سے کٹری پیر لگاتی ملاحی کاٹتے - ایک گاڑی ڈوبتی ترتی پانی
مین غل غل کرتی نظر آئی دی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بھائی
لیچلو گے - وہ تو جان جو کھون بھولے بیوپاری کا مال لٹادیا بھیک کے شوربہ
ہوہی چکی تھی بڑی ڈپٹ سے بولے آئیے اور ایک ریاٹا لگائین مگر چہرہ دارہ
لگے گا - اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور او منظور
چلیئے جھٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹو ی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگئی کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پر پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے آمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بھر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون ہی جون تون ڈلے
دے دے کر ریل کا پل ناگھے اب تو ٥ نہ ہلدنہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا بایان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا- کوچمین صاحب نے لاکھہ کوشش
ہزار سر مغزن کی - پیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولاتجنب جناب
زرا باہر آکے پہیئے مین ہاتھہ لگا دیجئے - بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھہ کام چلے - پھر صاحب مینہ بوندی مین
آدمی تو گرہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے - بہت تیری کچہری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تھا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا ہرجہ معہ کرایہ بائین ہاتھہ سے دہر دیجئے اب تو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے مفت نہ بھرد - کیسے بھی جان

سوار ہولئے اور کہا کہ بہائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری چلو کے والے
دو کان مین کپڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جا کے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آئے وہان سے لیچلو گے ایسے ہم بیدہے ہین کہ بن ناحق
اپنا ہاتہہ مُنہ توڑ واڈالین - بہائی جہان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہے رات کے دس بجے تک پہر پکار نہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی - پہر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا ہی بُلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدہ پہ
چلے نا جائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑہے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین - اری بہائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو -
بہت خوب آئیے یہان سائیں نکل آئیے اتو بنا کے بہیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے پُرانے وہ ہین گو سواریان ہونگی - ارمیان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گہنٹون کا حساب - کیا کہا
گہنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچ میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیا کون اپنے ٹٹوون کی جان لے کہین کچہ اینڈے
بینڈے پانون پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جایگا - لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پانون نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ لیجیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئے گا - کچہ نہین -
کہتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر مع مبالغہ پونے تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہی

جا کھڑے ہوئے اتوبے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکا شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پھر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلی ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی دہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تھی وہبی پیشاب
پانی ہوگیا اب چلے پانؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا ادہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چھلاوا بڑی جستجو اور تگاپو سے بانسون مین کنوئین او رکنودن مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی غضب ہوگیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بھادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی تبائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیے خدا ساز بات مین اپنے چند مقدمات کا نقصان کر کے آج سویرے منہ اندہیرے
آیا حاکم ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تھاہی پوچھا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے۔ بس مین لا اوڑا۔ چنانچہ مین حضور خداوند غریب کی
بات کو بڑھا وادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب
ناشدنی ابھی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابھی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچھ نہین سمجھا اور نہ آج تیار ہو کے آیا وہ ہوتا تو خیر کچھ کام چل ہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھادیجیے کیونکہ مدعی کا بھی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ اچھا برخاست کے وقت دیکھا جائیگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتھہ پانؤن باندھے مگر کچھ جواب ندیا اچھا کہا
کہیے۔ بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی
سیدھے ہی جہنم واصل تحت الثری کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

چھٹتے نظر نہین آتی - بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا اور کچہری کا رستہ لیا - جلدی کا واسطہ گھبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی سڑک تک جاکے پاٹون جو پہسلا لنڈہکری کہائی راستہ صاف تہا اِدھراودھر دیکھہ کے اوٹھ بیٹھے کپڑے لت پت کہنی لہو لہان کہڑے قدمے گرنے کا دہچکا ابہی سیدھے نہوئے تھے کہ دوسری قلابازی کہائی آپ ہی یاعلی مدد کہکے پہر اُٹھے اور اُتو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید سعہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہ بہلا گرمی مین تو ادہراودہر پکریلا شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا نیچے ٹیک لیتے تھے اب تو بالکل جیسے بوراہا کتا جدہر جائیے دوت دبک دیکھو پانی ٹپکتا ہوا اے لوکاغذ بہیگ گیا - ہان ہان چھینٹین نہ اوڑانا غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹہکانا نہین - اسپرطرہ گہڑی دوگہڑی کا واسطہ ہو تو خیر جہیل ہی ڈالا جائے - نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پرآکے جو ڈٹے تو سات بجے کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبہی ایک مقدمہ پیش ہوا کبہی دو - شام کو بعد تہی دستان قسمت سے کہدیا - دال پیش دو چلد وا اپنا سامنہ لیکے پلٹ آئے کہان گئے تھے کہین نہین کیا کیا خاک دہول بکائن کے پہول کرنا کیسا لکہا پورا کرتے ہین جس مقدمے والے سے پوچہیئے نت نئی آلہا گاتا ہی یہانتک کہ بعضے دوکہا چندہ کرکے سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلا سے اتنی ہی راحت ہوجاے گہر سے پاتراب کرکے یہان آرہین گے کبہی نہ کبہی پیشی کی نوبت آہی جایگی - اور کچہ نہین تو کہانے پینے سونے بیٹھنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بھٹیاری کے یہان ٹکے رہے جب کبہی وقت بیوقت اندھیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

ہوگیا زندگی سے جی بیزار
وقنار بنا عذاب النار

توبہ سوبہ تلا پلا دوہائی تہائی چوتھائی۔ داد بیداد فریاد الغیاث وغیرہ۔ بااینہمہ کان پکڑکے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے روزگار سے۔ کیا کہیے اور کیا نہ کہیے۔ آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے کہ اس عذاب النّار کا مطلب سمجھ کے بیچا پیچ مین نہین آتا۔ بعضے عذاب النار کے یہی معنے بھاڑ چولہے کی آگ کہتے ہین۔ جیسے ملا قل اعوذیے [illegible] ہمارے معزز مولانا سے عربی کے بقول یونہین سا ایک دوہڑ پکا ذرا سے دہکا دیکا آلہ ہے۔ مان بیٹی ہین۔ اکثر بیٹھو رہکے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کا عذاب سمجھے ہوئے ہین۔ بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین۔ غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہتے پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چپکے سے کہی تھی کہ بھیا ناری مراد عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بھی مانگے نہین ملتی۔ غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین۔ بھاگے سے بھی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ مین تھوڑا تھوڑا سا ذکر بھی کر دون پورا مرقع اوتارے مین تو شاید کم سے کم کوئی سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جملے پتے نشان کے طور پر وہ بھی لب لباب لکھدونگا۔ ہان لے اب پڑھیے۔ کیا (وقنار بنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

اور ایک جگہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکے معہ رقم مختانہ شکرانہ مکان پر آنا لیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئے یہان پر ہزار ہزار مرتبہ دروازے پر صدقے ہوتے پہرتے ہین خالی میدان شرآج ہوتا ہے نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سے قابل گذارش ہے کہ بانی بوندی کی سیلن سے ذرا مقدیات کی گرما گرمی جو سرد پائی تھی تو جسے دیکھیے وہ بہوک پائی کبوتر کیطرح کندہ سے تو است تعد بیٹھا ہے جبھہ بر یشئی اللہ سبحح مولا سبحح کا وظیفہ جپا جاتا ہے جس سے دو چار ہوئے بڑی لمبی چوڑی مہربانی ہے۔ اللہ کہان تھے آج کتنے دن لگایے۔ کہائی پڑی۔ تمہارے کاغذات تیار رکھے ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکھی اور نہ ہو ڈالی۔ اجی حضرت آپکا ترمیم رکھا ہوا ہے، تو لیے جایئے بہت خوب بہت اچھا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہے۔ ہم تو بریدکو دن مکان پر جاکے گہوم آئے۔ خیر صاحب کہڑے کہڑے سر کا لہو پانو مین اُتر آیا خالی پہری پوچہا گچھی کتربیونت جہیل جہال مین چار بجے پانچ بجے۔ اب تو چھکے چہوٹ گئے۔ بہوک کا غلبہ جُدا۔ پاخانے پیشاب کو ضبط کرنے سے جی بولایا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑے تو شدت سے درد ہونے لگا بہگنے کی زحمت نے حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ ادہر تو برسات کی فصل ادہر رات ہو چلی ہوا کی خنکی اور بھی ناگوار ہونے لگی بالکل شام کے قریب تنا علم ہوا کہ اس مقدمے کی تاریخ اس مہینے کم سال پر کو بڑہا دی گئی۔ سائل فریق ثانی کی اطلاع ہی کا خرچہ داخل کرے ثبوت کے کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی۔ بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب بہادر کی پوشش ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب تو پوشش کی لفظ سمجھہ مین نہین آتی آج تک کبھی گاڑی میز کرسی کی پوشش سنی تھی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہے تو بعد دریافت حال بسیار اتنی اصلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد پوشاک ضروری، باقی پہر انشاء اللہ بعد پیشی پیشی

کب نظر بچے کہ ہوا ہون توبہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر اوسکے گرد پھرتا ہی چونچ سے کھینچتا جاتا ہی جو بن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے پیٹ کا دانا اوسکے مُنہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پھر یہ ایک پیار - اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اُٹھالا کے دربے مین گھر بنائے انڈے سیا کرے بچون کو پھرائے کبوتری ذرا باہر کلی اور غون غون - یہ اپنی زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے نہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطامہ اودھر رُخ نہین کرتی بھاگتی ہی دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بہی چونچ سی چونچ ملا دیتی ہوگی اور بڑی بڑائی اِدہر کی اودھر اِترائی اِترائی دم لٹکائے تیرتی پھرتی ہین - ابہی کل کی بات ہی - کتان مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنی تو اب سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گھر مین کھونٹے سے لگے بیٹھے رہتے ہو - گھڑی بھر کو ٹانگین سیدہی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کھانا ہضم نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گھڑی بھر مین تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہوجاے کچھ بن پڑتا ہے - چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان سیدہارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - ادس بندۂ خدا نے پھر کے کروٹ بہی نہین لی یہ بہی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا بنی اسنے کچھ کہایا پیایا ہمارے انتظار مین یون ہی بُہوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ -

بڑھیا معاملہ چندہ جو رو عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکورا انتہا کے پینگ بڑہے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بند میان بی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بہی زیادہ بیوپار تجارت گہر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین بے دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کہائین کسکے گہر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خرچ جون ہر چند ان کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اثالہ ساتھ لیے ممکن نہین
پہر کچے بچے جینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاء اللہ ہو نسنے والے کی آنکھون مین خاک۔ روز بروز ترقی پر
روزمرہ مین مہاڑ کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ ملا جھونک دیا آخر تابکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان توڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پہر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک ہی بات ذرا مشکل ہی۔ ابکی یہی کیفیت ہی نگاہ تہی۔
اے مشکلشا کی قسم وہ آنکہ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
توڑاتے ہین گندے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر اودھ جاؤن

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی بھی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دِل بُرا ہونے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہے قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہے۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوایا یا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھر کنے لگین الٰہی شکر چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اتنی دیر بھی گھر وا ہے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہے نا ملاقات کے معنی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسری کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم وراہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لنگر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہے۔ دوستی مبارک گھرداری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی انا ذرا جاکے ان آدمی صاحب سے اتنا تو پوچھہ آ کہ بھائی کہان بلایا ہے کیا کام ہے کچھہ خیریت تو ہے۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہے کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا فقط یہان کے پتے سے آیا ہے پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے جین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین میری پیاری دوست (تہذیب جال کا فقرہ)

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی۔ بیوی بے دید بے مروت آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے۔ مین تو اپنی پیارے دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہا پی مگن ہو کے بیٹھونگی۔ پھر یہ بھی میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھون پر تاؤ دیتے ہونگے۔ مگر آج نہو ذ وف ہی ایسی باتون پہ یہ جبھی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالے نہین۔ تو ذرا سے مین آدمی کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی۔ دنکو تارے نظر آتے ہین۔

عورت اگر بر ضدی پر آئے تو مردوے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی سے گنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے نہ بنے۔ آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین۔ ایک ادنی سی بات کل سوار ہو کے باجی اماں کے بہانے سے چھوٹی پھوپھی کے یہان جاؤن اور پندرہ دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے۔ یونہین اکیلے بڑے مکھیان مارا کرین۔ پھر آپ سے آپ دو ڈی توبہ پھٹکار ہی میری باتون پر لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننھی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا ایک گھر نگہرے کے سو گھر۔ وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ دفع دفعان ہو تو کھل کھیلون رات رات بھر غائب رہون۔ لوج آگ لگے ایسے خاوند جورو کو کلیجے مین بیپ پڑ گئی آئے دن کی سوئی سوختی۔ اس گھرداری کو لوکا۔ سات جھیرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی۔ سب سے بڑی مصیبت

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوٹہنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تھی
یہ تو اب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم مین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آؤ
تو نہ مانون کچہ نہ کچہ دال مین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تہی
کبہی دو دو بجے تک آنکہ نہین لگتی۔ ٹہنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بہی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچہ اختیاری
بات نہین اور نہ کچہ ایسی قباحت ہی بہو کہ یہ کچہ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے مین آدمی بدخواب بہی ہوتا ہے
بَرّاتا بہی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر ہری ہر نالی کی چھینٹ سے بہی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکہین محرور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ بہی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبہی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبہی چُہریان کہاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا اِدہر سے اُدہر ہو جاتا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پہر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجۂ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سے جو پُہنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اولجہنین ہوتی ہین کہ جنہون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پہر ایک شہر کی سکونت اور کچہ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

یا جانمن فدایت باد کسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس بیوی صاحبہ معصمہ آیا تو زمین آسمان کے قُلابے ہلگئے - بہت بڑی بڑی موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی عورت کا ہی - ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین اول تو بنا کے احمد محمود لکھدیا دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے - باقی جب قلم ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے تو یہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین - اب لڑائی کیا لینے جانا ہی آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی - بہزار دقت بڑی منت خوشامد سے جب سعی سفارش ہوئی تو اس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن کی تو تو مین مین - پہر ہانڈی کا سا اوبال ایک مورچہ ہو چکا تھا کہ دوسرا قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دہبا کیون لگا ہی - کل یہ گلوریان کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا - جتنی جان عطر کیونکر نہ لگائے ہون اتنو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین - بالون مین کنگھی نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بہنے لگین - کپڑے گرمی مین دوسرے دن نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے - پناہ بذات خدا اب سنیئے خدا اس لائے - یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین - ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان بنتی ہین گلوری سے مُنہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین - بغلین سونگھ کے

پہلی نہین پھوڑتین - لڑاکا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ ہلائے اور بیکڑ ہو گئی - کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالے کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین - چولھے مین جائے ایسا پتلا شوربا - بوبائی بے مرچ کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی کی کچا ہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبان ہین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین اور سیر چھہ ہائی دہوئین کی بوٗ آٹا بطخون کے کھلانے کا یا موا گھوڑے کا اردوا ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے - کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہے نہ آئیگا - گلبدن - مشروع کہاروے سی بدتر ٹانگین چلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے - ململ - تنزیب جھونا کتے کا کفن سوت کی تار برابر ملتے ہی نہین - اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی جھرجھری پتلی بُنی جانے لگی - جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین - میان کی عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب - ذرا بات کی اور کاٹ کھایا - مار پیٹ شرفا کا شیوا نہین - چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ بے مارے توبہ یو نہین کو سم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین - مثلاً چلے بھنے کسی وجہ سے گھر مین آئے - پکانے والی ہمیشہ کی پچیانی اُسپر بیگم صاحبہ کی مُنہ لگی ہوئی - ہر بات مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی مُنہ سے نکل گیا کہ خبردار مُنہ سے چڑ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین مُنہ مین بواسیر ہو گئی ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پانون کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری ددجے کو - چل چپ رہو - زیادہ

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔ طوائفون پر سب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ
حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب ادہر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی
کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گھر کی قفلی ہے اور قیامت قائم ہوئی
سچ مچ ٹیڑہی کھیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگنے پائے مزدوری دستوری
چہ معنی دارد بلاتشبیہ تبرک کی دردستا ہونے لگی۔ سب سے بڑی اہم لڑائی
پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری
کہاری ایک آدہے کنے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گھر کا مالک
سمجھکے کام کاج ہی ہبک دبک کے کیا پھر کیا پوچھنا لے میرے بہائی کہڑی کھڑے
شہر بدر تو نہین گھر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہے تو بیزار کی نوک سے۔
ہزارون لاکھون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہے۔
غصہ مین اگر کبھی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نوبت پانی بلند
پھانسی دلوادینا اور قتل کرادینا باقی رہجاتا ہے۔ غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ بھلا
وزن نہایت جاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا
بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو — او ٹھکھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ ہانٹ کی اینٹ چوراہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔
زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اوسپر بیوی جی
بیوقوف وبدمزاج۔ اپنے گھر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ ہی کے

ساتھ تھا۔ چلو چنکارا ہوا خانہ آباد و دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔
بین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب
جب تک مین کچھ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ خیلا پنے سے اپنے خراب ہون
بہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تہوڑی بہت تتّو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پاؤن
ہوکے ہتھے پر سے او کہڑی جاتی تھین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ پڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین
محلّے کی کوئی بچیانی آئی اور غلا غلا کر کے سر پہ اٹھا لیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دوبھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدہر سر ہیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بکھرا نکل کہڑی ہون۔ خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدہی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گہڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دہیلے کی مسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بہر بہر کے مٹھائی پہولون کا
گہنا خوشی خوشی گہر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بہی
نہین دیکھا۔ پہر مجال نہین کہ منہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دُنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھ کے مین کچھ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیا اب آؤ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین۔ رونا درکنار کھڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا۔ اپنی مان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گھر مین کھڑے پانی پیون۔ میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھکو ئی ویسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا۔ ای توبہ مین اون مین نہین ہون او بدمہری کی بچی
مالزادی بیسواشتا کھڑی ہوئی دہگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا۔ مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملا دون۔
گھر بار یون ملیامیٹ کردون۔ لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کاہے کو اوٹھین گی۔ چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک وبد سے خبر نہین دن دن بھر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا دالان کی دہنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
جنڈرے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبلّے گھر مین کیا قدم رکھا کہ مُوا ہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود۔ کیونکر مُنہ مین چھو پا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دہجیان اوڑائین ایک حن کے بہتر
تن کیے۔ کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اِس سے پیچ پی ہزار نعمت کہائی بس
ہو چکا چھوڑو بی بلّی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جُھلسا مجھہ مین اب
کوفت کہانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی۔ آج ہی تک کا

[redacted]

[redacted]

[redacted]

کسی نے نہین بند کیا یہان جما جما (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نوا توار دس پیر
گیارہ منگل بارہ بدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بھابھی امان کی کچھ خیر
خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ بختی کے منہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا
ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کھڑے ترٹے ہو آؤن پھر چمیگوئیان تہین کہ
اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کللاح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین
بیشک ٹہیک بہت دن گذر گئے۔ اُخوہ پھر تمہارے گھر والے کہ ہمشہ کی عاشق زار
جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خبر اترکو چلے آتے ہین تِل بھوٹتی خیر صلاح
منگائی جاتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبھی ایسون کے
نام پر جوتی بھی نہ مارون میرے باپ ایسے ہوتے تو ایتہا (یعنی) گنج مین بدلوا ڈالتا
یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کرکے بیچتا۔
پھر بہن بولو مجھے برا لگے کہ نہ لگے مین ساری پیری بن آگ جلون کہ نہ جلون
لے اب فرمائیے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔

پنڈت تربھون ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت شمبھو ناتھ صاحب سپرو المتخلص بہ صابر تھا جفرآ ہجر ۱۸۵۳ء مین تحصیل چنیا مین پیدا ہوئے تھے۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین حاصل کی انگریزی مین کیننگ کالج لکھنؤ مین ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش مین اودھ کے مختلف ضلعون مین گھومتے رہے۔ آخر کار گونڈہ مین مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر گردش تقدیر نے چین نہ لینے دیا۔ دو سال گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی۔ مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہو کر فیض آباد علاج کے لئے واپس آنا پڑا۔ یہان چھ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ ۱۸۹۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی۔

حضرت ہجر ان چند حضرات مین ہین جنکی شہرت کا آفتاب اودھ پنچ کے مطلع سے چمکا ہے۔ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودھ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور سال بھر تک قریب قریب ہر پرچہ مین آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کئے۔

اودھ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون مین لکھا کرتے تھے یہ اتفاق زیادہ تر مراسلہ کشمیر۔ مرۃ الہند۔ وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تھا۔ "ماہیت خواب" "نفس امارہ" "شرقی تہذیب" "مسئلہ ویدانت" وغیرہ پر اکثر ہجر کے مضامین لکھے جنکو عبارت کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تھا۔ قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہٗ) کے شاگرد تھے اردو سے تو انکو خاص انس تھا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کلام انکا خوب ہوتا تھا۔ اکثر احباب کے جگھٹے دریا کنارے ہوتے تھے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تھا اس قسم کی نظمون مین لسان الغیب کشمیر۔ کیا چیز تھا۔ نوحہ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہے — غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہے
گردون کو اگر ہے سرکشی کا غرّہ — ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہے

یا حضرت! ذرے ادھر مخاطب ہوجیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔ کیون نہو۔ ہم برتاب گڈھے سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہے۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اے ہے آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے اتنا غفیل ہوتا ہے تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر۔ ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا کھلے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا۔

گو صورت دریا ہمہ تن جوش ہون مین — لب خشک ہین چشم تر ہے خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا — مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

اخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر تو ہو لین۔ حضرت یہ محرم مین سفر (سفر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹا ہے ہنسی ہے بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاء اللہ کیا اجتماع ضدین ہوا ہے۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آنے نہ سان

کس طرح قدر تجھے اپنے سخن کی ہو انیس — مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام ازبر رہتا تھا - شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو - لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ وہندوستانی نے کچھ انکا کلام جمع کرکے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہوگیا - ایک مسدس انکا موسوم بہ کجا جھگڑا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی - یہ وہ نظم ہے جو کہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑہنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی - تاثیر سے مالامال - چند بند ہدیۂ ناظرین ہین -

عداوت کے شعلے کو بہڑکانے والو — جہالت کی زنجیر کہڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دہڑکانے والو — نیا روز اک جوڑ بہڑکانے والو
یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین با خدا تھے — بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے — بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے
تو بہتر تہا گھر بار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لینے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین -

ہر اک قدم مین صد رنج و محن ہے — نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
بدی پر بہر اسال چرخ کہن ہے — نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے
محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین بہر ہے نا اتفاقی

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ و پتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آنًا فانًا مین دن سے نجف اشرف داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین صاف اور ستھری دو طرفہ ٹٹیون پر گلاس روشن۔ مقام پاک و مقدس ہر ایک چیز موزون و مختصر اور پھر کیون نہو۔

ہمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا ۔ میزان مین یہ بھاری وہ سبکتر ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اس پلے مین عرش ۔ پہونچا وہ فلک پر یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو اُڑنچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سورج مکھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہے۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف کڑلے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے۔ کشمش۔ منقے خوبانی۔ انگور کی تھیلیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی۔ قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ گڑ کے دار ریوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوان شایستہ چنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

نہ گمان کھٹ سے موجود۔ ای حضرت یہ نہ پوچھیے۔ آیے تو اس طرح سے آئیے جیسے سمندر مین جوار بھاٹا۔ زمین مین زلزلہ۔ ہندوستان مین ادبار۔ مدراس مین قحط۔ سلطنت عثمانیہ مین زوال۔ کابل مین روسیون کی سفارت۔ ویسی اخبارون مین الٹ تو چشم بددور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی۔ مرگ مفاجات ہوئی۔ آئین یہ کیا ؟ حضرت۔

قدم نامبارک مسعود گر بدریا رود برآرد دود

ابھی کل کی بات ہی انجناب پرتاب گڈھ مین بیٹھے عید الضحیٰ کی خوشیان منارہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل ہی دل مین دعائین بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام مچگیا۔ محلون مین ہنس پڑگئی۔ ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین۔ جس کوچے مین نکل جایئے رونا پیٹنا مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے۔ لے اِس دُکھڑے کو تو ریل بیگ مین تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمایئے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔ کیا کیا مزیداریان دیکھین۔

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یادرہے۔ ہم خرما وہم ثواب۔ دنیا اور عقبیٰ دونون کے فائدے۔ زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔ اور ہمکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم زکفر و دین بہر یک قدم دو سیر من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

دو سنہرے پتیلون کے ہاتھوں مین زنجیر اور اُسمین روشنی کے گلاس تیل تبی سے درست اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر تیلیونکا وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاءاللہ وہ تھا کہ چلئے و چلئے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیرین دکھین اُنگے کی ضریح میان خدابخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہی۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جگھٹے بھی مدتون یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج و الم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے بھول گرنٹ کا انگرکھا سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

بر مین تھی لباس چُست معقول کانون مین سیاہ تھے کرن پھول
ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹ دار رضائی غضب ستم ڈھاتی تھی۔

لے حضنت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہی۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

اب لکھنا وکھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاءاللہ دیکھا جائے گا۔

؎ ذری بالتعق بڑھیے گا۔ ؎ واللہ واہ بچہ ٹربھی کیسر ہنتا ہی۔

پھلتا تھا۔ تِل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سروں ہی پر جاتی اور رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر گیا۔ چڑھ مار گولر پا کے۔ چڑھیان لیتا ہوا آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچو نہر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانون اُٹھ گیا۔ بس ہاتھون ہاتھ معلق جا رہا ہے اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دستِ شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن ہتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔

وہان سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت کرتے ہوے پچھلے پاؤن پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُننے۔ کیا کیا چھوٹین لی ہین کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندہار لڑتی ہوئین ٹیپ کی تانین تھین کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم مین مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیرون کی چھاؤن دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آتی۔ ایسا گلے کا لوچ اور آواز مین سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ بھئی

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے   تا کے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلین   وان ہوتے ہین سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نورٌ علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر کنول۔ ردغن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی گلاس جگمگا رہے تھے۔

؎ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

ہو بہو خون کبوتر بو باس صلّے و جلّے واللہ ہی ایک مرتبہ نگاہ بہر کی دیکھ لیجئے دو دن تک
چسکی کی حاجت نہوا اور پہر مین آپ سے کہون وہ اُنکی تباسے کی پٹ ڈالدیتا
ستم ہی برپا کردیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو - ایکدم مین طبیعت بلاغ باغ
ہوجاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی
ادہر آپ نے شعر پڑھا اور اُدہر جواب لیجے - اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کرڈالی -
اور پھر کیسے کیسے مصرعے چسپان کئے ہین کہ جنکا جواب نہین - اعجاز کہئے تو بجا ہی حضت پسند
کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نے تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض
یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگی جس سے دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ لگین حضت فرماتی ہین - کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا — کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
مزا کر کرا ہوگیا دے چرس — ندارم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو و بازی دگر کار نیست — وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مس قلب رے اکیمیاست — کہ افیون ہمہ درد ہا را دواست
اگر چانڈو و بازی تو کرا اختیار — شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین — نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست — تواضع ز گردن فرازا نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل — زند سوز او شعلہ در آب و گل
ادہر لاؤ حقہ لگا دُنہ دم — کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیے ہے وُہی آدمی — نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان ہیچ پینک مین آٹھون پہر — بغفلت مبر عمر در وے بسر

نشہ کی ترنگ

مہنگا کرا آٹا اور سستی کرا فیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب ۔ واللہ ہی کل مکتب ہین کیا جی خوش ہوا ہی کہ قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منتے مرزا کو ایک دم چھاتی سے جدا نکرون ۔ بخدا کسی نے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر ۔ باپ پوت پرا پت گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا ۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادے ہین ماشاءاللہ سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضرت کیا عرض کرون مجھی تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ یہ دن سن ۔ نام خدا اُٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمد باوجود صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر دیتی ہین اور پھر ہین اُس چلم کی کیا تعریف کرون جسمین تلے اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا دوسرا موجود ہر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہو الاول ہو الآخر ۔ ہائے لال بیچے کو لون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی حسب شکل سے چاہیے بھڑا لیجیے اگر سر مو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا قوام وہ پرہ یا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لے ۔ اور بھی اُنکی سی محنت کوئی کر تو لے جناب سید الشہدا کی قسم کھا کی کہتا ہون کہ افیون کو بانات کے ٹکڑے مین کم سے کم دو سو مرتبہ تو معطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہی

یگانون سے اپنے یہ نفرت کہانتک　　یہ پینڈے سے لڑانے کی عادت کہانتک
ذرا کھول کر کان سُن اس سخن کو
ہے درپیش چہ آخرش جاہ کن کو
یہ انصاف سے تو نے کیون مُنہ کو موڑا　　یہ آغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا
خور و نوش کیون اپنے بہائی کا چھوڑا　　یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا
یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین
یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین
بہلا پنڈتون سے بوستہا بہی لی تہی　　جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی
کمیٹی مین پُستک بہی کوئی کہلی تہی　　کچہ انصاف بہی ان تہا یا دل لگی تہی
یہی طور پنچایتون کا اگر ہے
سزاوار اخراج پہر ہر بشر ہے
جہان ملگئے چار ہمقوم بہائی　　شکایت کسی نے کسیکی سنائی
تو پہر کسکا اظہار کسکی صفائی　　وہین فرد اخراج دستخط کرائی
ہوئی گشت شہرون مین اور سبنے جانا
کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا
یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ　　کہانی رہی یہ ۔ یہی گر فسانہ
تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ　　کہ اُدہیگا کُل قوم کا آب و دانہ
مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو
یونہین قوم مین لعنت تخرجہ ہو

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے — زمانے مین تخم حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دہونیوالے — خبردار او بے خبر سونے والے
گھٹا کی طرح چھا رہی ہے تباہی
تری قوم پر آرہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی — جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی — چھٹے باپ سے بیٹے بہائی سے بہائی
بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اس عداوت نے کھویا — جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا تیری عادت نے کھویا — تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا
وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آب سے اب ابھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین — جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے نیچ مچی حیف ہر ایک گھر مین — لڑائی ٹھنی ہے پدر اور پسر مین
جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک — یہ پندار یہ عُجب ثروت کہانتک

طوائف سے ہو گر مجبوشی تو واجب
بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب
جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چانڈو افیون سے تم کو جائز
دوا ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہی
رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی
اِس اخراج کا اور ہی مدعا ہی

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہی کدھر ہی
یہ کیا ہو رہا دیکھ شام و سحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی
تری قوم کی دیکھ حالت تبر ہی

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحب زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا
دباغت یہ کب ہوگی تجکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا
چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سنا ہی
کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے
یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی
صدا بھی نہین سنتی ہم مدعی کی

مری قوم کے پیارے کشمیری بھائی — یہ ہٹ دھرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گنا خوف کی کیون ہی آنکھو نپہ چھائی — سمجھ بوجھکر کیون ہے بے اعتنائی

ذرا دل مین سوچو تو اللہ صاحب
زبان پر ہی کچھ دلمین کچھ واہ صاحب

مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی — بزرگون پہ الزام دھرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی — مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی

وہی ہوگا قسمت مین جو کچھ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دینوی تم پہ عبرت — کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تو نے سبقت
بڑا ہی ایسی تخویف بیجا کی عزت — گھٹائی نگاہون سے ایمان کی وقعت

نہ ہے اور نہوگا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دہریہ پن تمھارا

کھلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی — گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈھانا روا ہی — مٹن چاپ کٹلٹ کا کھانا روا ہی

پیو برف بے کھٹکے اسٹیشنو پر
اوڑاؤ لیمونیڈ سوڈا و جنجر

کرو سر کو جیب چپ گر خم تو جائز — عبادت کرو الٹی دائم تو جائز
جو گھر ڈال لو کوئی خانم تو جائز — شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتے ہین جنکی کچھ حوصلے ہین — جو سچ پوچھو دولت کے سب چوچلے ہین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی ایس او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان میں سنہ ۱۸۳۲ء میں ڈھاکہ میں پیدا ہوے - اوراوئل عمر مین تعلیم بھی وہین پائی فارسی واردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی اصفہانی[۱] مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی - آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردون مین سے تھے - اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذ و نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے - چنانچہ آپ اپنے ایک خط مین فرماتے ہین "انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی - مین نے تفنناً چند روز انگریزی پڑھی تھی اور ۳ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبد اللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا" سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طی کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے - دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منتخب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی - ایس او

---

[۱] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے -

یہی آجکل چار سو گفتگو ہے   کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
کٹے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہو   بھلا کیون نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دی وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پردہ بھی خارج   مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج   کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہراک "برطرت" "برطرف" بک رہا ہے

بڑھی اسقدر رھجہا نا اتفاقی   گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بو تک رہی اب نہ باقی   نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

پھنسی قوم ہی ظلمت باومن مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین

نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ء مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لے اور آپ کلکتہ مین تشریف فرما ہین
ابتدا ہی سے مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین
کہ جو "مسلم لٹریری سوسائٹی" کا پرچہ تہا مضمون لکہنے شروع کئے۔ یہ نہایت نومشقی کا زمانہ
تہا رفتہ رفتہ اُردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا۔ سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکہنا شروع
کیا اور ۱۸۸۶ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔
سفیر لودہانہ۔ اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت بہی اودہ پنچ کی شہرت
کے ساتہہ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۹۲ء مین بطور ناول کے
پنچ مین شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ وپیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تھے کہ جنہون نے
کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین۔ انگریزی زبان مین بہی
آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبہو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹہایا۔ آپ اخبار رئیس ورعیت مین
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکہا کرتے تھے کہ جو اکثر سرکار ورعایا دونونکی نگاہ مین
قابل قدر سمجھے گئے۔ غالباً پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تا دم آخر آپ نے حق دوستی نبہایا اور برابر کچہ نہ کچہ لکہتے رہے۔

پورانی روشنی کا نامۂ پیام

لندن - رسل - اسکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ - تسلیم - اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیئے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک مکلف اور آراستہ اور ہوادار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور راستی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کر سکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا دوربین بنے گا - آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی - اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
ور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتی ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین دوسرا نیا انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتدائے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کردی ہی ان وجہون سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نولیسٹ ممبر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام ونشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کو مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین - بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل اور پر شوکت اور سایہ دار اور کامدار چوغہ مین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۳ فٹ کا شالی کمربند بھی جڑ دیا اپنی بانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا یہہ کیا تھا ادھر جہاز سے اُترکر
ریل پر سوار ہوے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن حیرت بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسیون صاحبان عالیشان گاڑی مین گھُسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بناڈالا اور مین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب و خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان وشوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دو کانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آباد ہندوستان کی عورتون سی اگر یہان کی عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے تو اُنکو فوراً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل شاخ چنار انکو جلا دے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور یہان کے لوگون کا قول ہی کہ کھلے مکان مین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے غیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے امراکے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی بارہ دریان نہ ہوا دار اور پردہ دار کوٹھے۔ مکانون مین فن عمارت کے اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ کہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤتکیے فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس فقیر کی ملاقات کو آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذی ہوش ہین اور اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ؎

کند ہمجنس باہمجنس پرواز   کبوتر باکبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئے مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم و رواج اور طریق معاشرت و تمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیے اکڑ کر بیٹھ گیا اور اپنے تئین کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق بنا دیا۔ مگر نہین مجھے اس تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہی ایسا   شاید کسیکو سالہا سال مین نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذر ایسے ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔

یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین مگر جہان انکی آزادی کو کسینے اُنگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ اُسکی ترنگ مین اُنھون نے اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد و عورت کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذ اللہ یہان عورتین گھوڑا اوڑاتی ہین

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگونمین دو وجہون سے نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جارہے ہونگے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجالارہا ہوگا اور کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین ۔ یہان ہر فن اور پیشہ کے لوگون کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علحیدہ ہین مثل فوجی قانونی وزیری سفیری فرانسیسی اور جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کر اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی تفریح مین مصروف ہوجاتے ہین۔ تماشاخانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش شطرنج اور بیز کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

نورانی روشنی کا نامہ و پیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز طلات آلائی باقی ہو کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے
پانی مکھن اور توس بھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی
تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آ بیٹھا - اور نہایت
تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات
کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ
اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالوں اور کیونکر اپنے حکیمانہ خیالات کو مطابق حفظ صحت کی قواعد کو نہ برتون -
دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام
کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک عمدہ سلیٹ کے فیل دندان کی ستیل پاٹی
بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہی -
اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین -
میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین بیور
کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے
واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب
کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو
یہ حکم دیتے ہین تو وہ مسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے
لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان
نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو نور کی
تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ سُنئے نیچے کے مثل بولتا ہو -

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانے اور چنڈو خانے ادنیٰ-
عیش خانون سی آسمان و زمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہماری
ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو
ترجیح نہین دیگا- یہان کارخانہ بہت فوق الہوٹک ہی روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی- ان کانون
مین سناٹی کا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کثافت ہی-
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہہ ہی- اور خلاصہ یہ کہ گوشہ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگونمین ملنی جلنے سے بے تکلفانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتے جاتے اور رہتے ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کر سکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا- ہماری چانڈو خانون
مین گو ظاہراً سامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشہ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہی اور اُنکو کان و معدن آسایش کہنا بجا ہی- ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازے اور اُسکے سوا دھوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان پر تکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹی گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو- اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کیلیے اُگالدان وہانکی
جانیوالونپر بیٹھنا حرام ہوگیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور پینے کے لئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چھینٹی پر رات بھر خدمت کرین-
فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کھانیکیلیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اوڑاتے ہین کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انٹے کی میز پر کھٹا کھٹ انٹے دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے
کہین کافی اوڑ رہی ہی اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہی علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤساغاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کی جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچہ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہی اور بڑی گرمجوشی سی تبادلہ خیالات
اور آرا ہوتا ہی اور ہر شخص روز ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین راے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہی اور اخبارونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ بیشتر سے جمع کر رکھتا ہی۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہی وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشاخانون اور
کلبون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ سے

در ویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئی تھے مینی بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہو سکتا ہی کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہی اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کی لئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کی عام مکانات آرامش و راحت اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنی کھینچی ہی اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کی وہ امیر زادی کہ جو شبانہ روز
بوبارہ اور تین کانے کیتے رہتی ہین انکو دلوئمین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یورانی روشنی کا نامہ و پیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پہیر سے سارے مکان کی ہیئت بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پہر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانے اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان ادن کی جگہہ آجاتا ہے۔ اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پر وہ آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہورہے ہین اور اُس روز تو شب مارے وحشت کی بندہ کو نیند نہین آئی - ہائے ہائے جسنے چندر بہاگا شیرین جان ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سرمین سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگلی باجکی بھون بھون اور گون گون کی صدا اور چند بے سُری اور بے تالی اور بد ادا زقوی ہیکل عورت و مرد کا چلاّنا کیا خاک بھایگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی مہذبانہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ
کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیے خوشبو کی
گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ انکی آزادی یہ ولایت کی آزادی
نہین ہے بلکہ وہ ایسی آزادی ہے کہ دنیا و مافیہا کے خیال سے یکایک دل کو دھو دھا کر
پاک کر دیتی ہے۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ ؎

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کے مصداق بنے ہوئے ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سڑک کے
چلنے والون نے نہین سُنی۔ قانون کے ایسے ماننے اور جاننے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے
ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا
امورات تمدن کے ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی
راے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تھیبا کو زولو کا
بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع
اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دن رات بسر کی۔ مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کے خیال سے مہینون کپڑے نہین بدلتے ہین منتظم اور خوش معاملہ
اور بامروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف ہو جاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا
تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔
گوشہ نشین ایسے کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا
کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سے بازی لگا کر سوتے ہین

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے ۔ بی نہی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سی ہٹا دیا اور دو چار بابو کو بو ٹولہ مین گلی سے لٹک گئے ۔ بی امانی جان نی محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی اور توجہ کہکے لبو نپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نی بنارس مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اپنے ذہن مین (ذایٹ) ہوگیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پریوشون کی چلبلی بانکپن سیماب مزاجی ۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہماری ہی ملک کی نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین ۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پھر بھی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

اسکا خیال بہی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بہی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور اپنے کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا ۔ اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی اور (باربہ) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اس خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ او واسفید سفوف رنگ کی چمکانی اور دمکانے کے لیے چہرہ پر لے انہا ملا جاتا ہی اور زر کثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجئے کہ جاڑون کی رات مین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش پر چند گیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر سے جو ایک مُہیب ورو حشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک جاتی ہی اور ار د گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوپر آکے باہر سے کہڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو ایسا ہی خیال ہوگا کہ بجو کسی قبر گاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین - دو آدمیونکا باہم ملکر یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علٰحدہ کودنے اور دوڑنے کا نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کا لکا یا بندادین یا ہمارے جہان پناہ کو یہانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکی توڑے کی آواز انکے کان تک پہونچے تو یہ لوگ کبہی ناچنے کا نام تک نہ لین تبانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سے اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی - سفید سفید بد قطع دانتون کا بیموقع نکالنا یہ ایک نخرا ہی - ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے - سر کو جھکا کر پُہرتی سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین بھلوانی ناز ونخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی یہ نہین کہ ادھر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو جھکایا اور بیس امیر زادے شہید ہوگئے - بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی - بی گوھر نے پائچون کو ہاتھ سے اُٹھایا اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے - بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک انکے چھپانے اور اون کو خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہی وہ کی جاتی ہی اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی گندمی اور سبز رنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرہ طرار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجثہ ہین اور انکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلی تو غالباً کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چا اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ وبیر ہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہی تمہارا معشوق کے استون وزن مین ہی اس نئی تعریف کو سنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہی کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھری مین باندھکر اُن کے سپرد کردیا جای تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوسون لیجاسکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

ہم اِس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زر ریز خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور رکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اِس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین مشورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھیے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کے لوگونمین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ کے نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور اُنکے بالون کے سنورنے اور درست ہونے مین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کے پہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح وشام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی بیگم لوگ اِن مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سے چوڑا چہرہ گھامڑ نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہوسکتی ہی اور ان قدرتی

مولانا آزاد کی پُرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّون کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہوا ے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب و ہمیشہ لبریز چشمہ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزار داستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادۂ گلرنگ کے مینا کی قُلقُل - خالص و بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینۂ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت وچارہ سازی - بالطبع عزیزون کے سلئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہواے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دار و مدار ہی - وہ سرسبز اور باروَر شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر و قناعت جسکی آبدار تلوار ہی - وہ منتظم جز رسی پیشبین بنی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی - زندگی کے ہر طوفان بلانشان اور

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریب کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب رواں کی کرتی تک اُن کے بدن کو کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کو کسی بکس مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر ہاتھ سے گرجاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے مہینون قیفہ اور شانہ پر مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخسار پر خون جم جاتا ہے۔ اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دم چڑھ آتا ہی۔

ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے) بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کے دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ کامیاب نہوئے اور خود فشن کے بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل- ایک عالم کی مصیبت پر رونے کو فطرتی طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی- وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے قربان اور نثار ہی- ہزارون شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی- وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُرلذت اور بداطوارون کے لیئے ایک قسم کی ہلکی پرہیزی- ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری مین انسداد دزدی کی منادی- غیر محسوس دلپسند اور پُراثر دردمندانہ اور زبان پزیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام بناتی ہی- دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی- بدنفس و بدعقل ساس نندون کی بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی- اپنے میکے والونکی خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی- محل مین بیمحل حمل کے حمل کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی- میان کی بدمزاجیون کے کاکل پر پیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ- روان خانہ جان خانہ اہل خانہ- وہ قیدی نواز جیار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی- وہ مجنون پرور لیلی جسکے پاگل خانہ کا دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پُرفساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف جہاد ہی- وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مرکر نکلنے پر ناز وہ نازنین

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی - اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی و چارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صادق
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی - اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پروا ہا نہ قطع نظر کر کے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدی لڑکون کی پر اثر اور پر شور و شر آوانہ کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی - وہ انسان
اولاد کی تمنا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی - وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضہ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانہ محبت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی - وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہین
وہ عمان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین - شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ - اونکے چہرہ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو - اور حسن افزا غازہ - وہ نیک کاربندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت - وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلی عادت - شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل - جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

پھنسانا نہین آتا - اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خداداد صنعتون کے حسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین آتا - باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی تو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار - خوہر کے دلی ولایتی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور بے انتہا اصرار - وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت اور سخاوت کا تکیہ ہی - وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک در چاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی - وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی بیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی - وہ نازک اندام موم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبّت وعنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹے کے گڑتی ہی - وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی طور سے پُرنور ہونے دینا محض بے سود جانا - وہ آبدار اور آبرودار دُرّ شرافت وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سلک ازدواجی مین ہزار تمنّا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا -

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسم نیاز ہی- اپنے عزیزون کی پیاری اپنے ماباپ کی دُلاری- دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس بنانے والی بہشتی ناری- لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے کی اناہی- انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی- سوت کے خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی طور سے لڑنے جھگڑنے والی- وہ عجیب الخلقت عورت شملہ ونینی تال کی صحت بآب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی- ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسی برس کی عمر تک ہشاش بشاش زندگی بسر کرتی ہی- سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز نہین- باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے- ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی- مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین- محلسرا سے باہر نکلتے بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پانون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح پھڑکتی ہے- غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے تو گرفتار جنگلی دیار گھوڑی کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی- رسائی اور حکومت کے جنگل کے مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

سلہ بہت خوب اڈیٹر

اور تند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت ۔ کنبے کی رعایت ۔ مذہبی حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا دے ۔ وہ حور وش ۔ تجربہ کار ۔ روشن دماغ اور اداشناس دایہ جو بڑے بڑے قابل ۔ ہمہ دان ۔ آزاد ۔ اور وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بار تھپکیون سے مثل شیرخوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سلا دے ۔ وہ مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار ۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز ۔ اور جسکی ہر حرکت دلاویز ہے ۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے بڑھ کر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی ۔ مرض بد اقبالی اور ناقابلیت کی صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین ۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین ۔ پانی نہین ۔ ہوا نہین ۔ وہ تریاق جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود ۔ اور ظلم انگیز حکمت علی کے نیشون خیز ۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کر دے ۔ وہ آفت کار پرکار ۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُرحکمت اور سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کر دے ۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت کی مبارک فال ۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر مہینہ کا صحت بخش اور ساتہ نواز گلدستہ ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ روش ہاون عقل کا کافوری دستہ ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُرخلش خار ۔ اور باعث ادبار میانکو ملی

چودہوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنے
مہذب بی بی	دلکش - دلربا - اور دلفریب جڑی - میان سے سن مین دس ۱ بیس برس بڑی - حلقۂ اغیار مین اکثر دقفِ جلوہ گری - لباس انسانی مین بے پر کی پری - وہ جادو جو سر چڑھکر بولے - وہ زندہ تراز وجو اپنے پرفسون آنکھونکے پلّون مین ہر انسان کو تولے - غنچۂ دلِ احباب کی کھلانے کی ہوائے بہار - ایک انار ۱۰۰ . . . . . عمدہ اور مہذب خانگی شکار گاہ - نزاکت - دل فریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ - مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار گل خوشبو - سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو - میان کی نہایت معتمد مشیر - ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر - ہمدردی کی کان - محبت کی جان - میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلانشان - ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا - ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا - میان کی سرتاج - ایک پنتھ اور ہزار کاج - ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر - میان کی افزایش عز و مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر - شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو - بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو - خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس - وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دل ربا جاسوس - وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف

نوچی

نایکا جی کے امید و بیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے تندے
اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پہ پرواز۔ بڑی بی کے
اڑگرے کی خوبصورت برما پونی کی جوڑی۔ بازاری اگا۔ گزاری کی کشتی
کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہائے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے
وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرح کی ذلت و رسوائی کا پیام ہے
وہ چنچل جس کے کوئل مین شیطان کی خالا ہے۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر
اور دل خراش ہتیار نظر کا بہالا ہے۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا
پیالہ اپنے پُر بلا حلقے کے رندون کو پلائے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ
دلون کو صورتِ پروانہ جلائے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چُھری عشاق کے
دلون کی کم زور گردنون پہ پل کے پل مین پھر جاتی ہے۔ وہ بیوفا بے مروت
اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین
پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانون کی ذلت
اور رسوائی کو طشت از بام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان
کے پُر اثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر
اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ
تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زرِ قلب جس نے اپنی
عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کے سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون
کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی
سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے مین بڑی بی کی امید اساس

کی ریل پیل مین توشۂ عفت و محبت و آغوش و بوسہ - مہذب محفل رقص و سرود مین
اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب
پرتگالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے
مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرفشن سوسائٹی
مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شرر ہزار اخگر در جگر - ایک
آتش کا پرکالہ - بازارونمین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے
میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر انکو ہزار بار بنانے والی -
اما جان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی ناز برداری
یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار
اطاعت و فرمان برداری مین سر بسجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ
بہار گلستان - اور ہمیشہ سر سبز بار آور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی -
مسلکِ تہذیب کا بادی - اقلیم شائستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بھائیون کو
عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمندِ عقل و ہوش کی جولانی کے لیئے مزہ دار
مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست اتالیق
معلم - اور جانان شتر بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے
مصیبت انگیز اور دائمی ذلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلنے کی
مہذب اور خوشنما مشین مصنوعی آرائشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم
ارژنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون
کے پھنسانے کا پُرتکلف جال -

اُن کے فرس خیال کا پُر اثر تازیانہ۔ نائکا جی کی شکار گاہ کا چیتل تماش بینون
کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ قرمساق پروری مین طاق
ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خود غرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی
غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زائیدہ کسے د.. کسی۔ قرمساقونکی
دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند
بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔
نایکا
تماش بینون کے کمزور شش کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک
آرام و اقبال و کامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی
دل شکنی اور ایذا رسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار۔ حُسن پرست نوخیزون کے
دیدۂ امید و تمنا مین کھٹکنے والا نوکدار۔ شیطان کی خاص سواری کا شورپشت
کٹر اڑیل ارجل اور بدذات رہوار۔ دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چڑھ کر
پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہد شکنی مکاری
اور دغا بازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ و تار دہوان دہار۔ اوساد ہار بار بخار۔
رند مشربون کے اقالیم قلوب کا نحس نحس اور برباد کرنیوالا آزار۔ حکمت کا وہ
زندہ پور ٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خودغرض
اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمکون سے طرفۃ العین مین
سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے
آتشکدۂ آزر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر
بیٹھنے کے قبل تیمنا و تبرکا اوسکا بدنام اور نافرجام نام بوم لیتا ہے۔

لاٹھی۔ فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحبت سوز کوچہ جس کی ہوا سم آلود ہی۔ وہ عزت وحمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ خبار ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال سراسر جنون ہی۔ نائکاجی کا دل ربا آلۂ جفاکاری مشعل عفت سوز حرامکاری حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے لیے اُن کے اصول سے حلوان۔ نائکاجی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی۔ کبھی ڈرتی۔ کبھی بہلتی کبھی چلتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔ روسیاہی کا ہوش ربا طلپا نچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ .... پرست نوجوان کی ٹھیل گاری۔ نائکاجی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔ وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بےحیائی کی وہ روٹی جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بےتکلف لگتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی بادبربادی سے اور زیادہ سُلگتے دیکھا۔ مُچّے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ۔ واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا سیّارہ۔ جفاکیش عیارہ۔ اور صحت سوز خام پارہ۔ شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل وحرکت کا میانہ۔

اور پیارے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت، بتائے۔ دنیا کے گنجینہ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر تولنے کی عمدہ ترازو بھولی اور انیلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملا ہی وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرخر سے جوان مردون اور آکا اون کا کلیجا شل بید کے ہلا ہی۔ وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹی نہین۔ وہ بد چلن چنچل کمسن سال اور بدخصال ۔ ۔ ۔ جس سے معلم الملکوت ایسے تیز تجربہ کار اداشناس دم باز ادرز ود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کو گرم کرنیکا کول۔ شرفا کے افسانۂ ذلت اور رسوائی کی شہرت دینے کا بڑا ڈھول ڈھول عاشقون کے داغ دار دل کے توس کرنے کا فرائے پان۔ گلستان فسق وفجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان بلدیٔہ عشرت کا پرانا غول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے پال ورانے اور لنگانے کا مضبوط مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حسن و عشق کا مشہور دغا باز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دھوان ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پر شور موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ و فریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی دواؤن کی قرابادین۔ بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا امیر زادون کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

وہ نادرِ نادر جسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیرزادون کے دل کا
خون ہی۔ وہ اژدر مردم دم جسکے بلانوش پیٹ وسعت اور عمیق غار آتش بار شکم کے
دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور[١] جو ہڈی تک مین انسان
کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش
بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی
گولی کبھی جگر کے ادھر اودھر نہین۔ وہ اصفہانی تیغ ستم جسکی ضرب بجز دل کے
اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی
گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین اتارا ہی۔ وہ سور پنکیت
جس نے بڑے بڑے کامل پہنکیت اور پنڈیت کو دم کے دم مین ہشیار کر کے بے پانی
کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی موثر دعا نہین
وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے
نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جیلر جسکی پرخشم
پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل اور خصلت کے خویشتن
فراموش دل فروشون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نشاآفرین کل جس مین رنڈیان
بنتی ترشتی اور ڈہلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گہر جس مین آفت کی پڑیان
اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو
نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامہ دہر
جو ۔۔۔ میم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

---

[١] ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہے ١٢

کشش اور کوشش سے دور دور سے رزق تازہ شکار کھینچ لائے - وہ بی بیر بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی پلائے - وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین - وہ پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے بڑھا نہین - رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پرنور لیمپ - قرم ساقون کے لشکر نحوست پیکر کا محفوظ کمپ - رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اٹھانیکا کفگیر مجسم ریاست شکی تعلقہ لاخراج جاگیر - تماش بینون کے سیاہ نامہ اعمال کا شیرازہ - دنیا سے سیدھے دوزخ مین جانیکا وسیع باند اور کشادہ دروازہ - عیاشون کے بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ - دنیا مین گنہگارون کے عذاب کے لیے قدرتی شکنجہ - مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال - دلدادون کی جان کا جنجال - امیرزادون کا منی بیگ - غیبی خزانے کی بڑی دیگ . . . . اگرو گھنٹال تماش بینون کی سزاے اعمال - خوان حسن کا سرپوش - جو نما گندم فروش - ایک سخیم شحیم لالچی تند خو - غضبناک - بیباک بے رحم اور بے مروت دلالہ - فرعون کی مان شیطان کی خالہ -

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا مغربی نسوانی آزادی - شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر - باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی کوٹھی مین استعمال پذیر - میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار اور خدمت گزار آلہ - شدت گرما گرمی اور بیجابانہ سیماب وشی سے ہمسایۂ کی

گرداب بلا ہی۔ وہ افگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے
وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہین۔ وہ بم کا گولا
جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی
پنیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔
بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرما میٹر[1] جس مین خطا نہین مریض
درد و الم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین
وہ مغ جس کے خُم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر
جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی و ہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر
جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون
فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کڑوڑون تبخانۂ بیداد بنائے
وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر و جواہر جسکا دانہ ہی۔
عاشقون کے پہلو کا ایذارسان پھوڑا۔ شورپشت عیاشون کی ادب آموزی کا
کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر نا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے
غوطہ کھایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا
پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین
عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جائے۔ وہ جونک جو دولتمندون
کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی
جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دواخانہ ۱۲

بار بار آنے جانے والی - ہر قدم پہ ہزار طرح کی نوایجاد اٹھکھیلیوں سے چم چم کر اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون کے دلون مین جمانے والی - ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ سخن طراز میم صاحبہ کے مُنہ لگ کر دوسرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان دراز ینتو کی اکلائی - یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبایش وقت خرامش کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پہ داد کی خواستگار باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزایش کی پالایش سے ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے بھبی - خالا اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ تیور اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار - مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برتکر دکھانے والی - یورپ کی تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کرکے ہندوستان کے خس و سفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی - صاحب لوگ عالی شان کی ترقی - رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کو واسطے ہوم گزٹ کا پرچہ مستزاد ہی - وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین کے اثر سے مستثنی اور جملہ قسم کی جواب دہیون سے آزاد ہی - یورپین مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون دطلوع نیر ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر لٹکتی ہر ساق سیمین کی نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے اولجھا اولجھا کر بار بار جھٹکتی

عورتوں کی نظر میں ایک پر بلا شعلہ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت و کمیاب چیزوں کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ - بابا لوگوں کے جھولنے اور سونے کا محفوظ اور مضبوط چرمی گہوارہ - برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی ادا سے ہر ہر قدم پر دم بہ دم سایے کو بھڑکانے والی - غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کے خانساماؤں خدمتگاروں اور مشعلچیوں کی آتش شوق کو بھڑکانے والی - مصیبت زدہ عہدہ داروں کے اکثر برے وقتوں میں کام آنیوالی ہندوستانی رؤسا امرا اور عمالوں سے ہر برب اور تیوہار میں معمولی طور سے انعام پانے والی - وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزوں کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری رہے -
وہ عقرب جس کا نیش ہزاروں سنگیوں کی چوٹوں پر بھاری ہے - وہ سامری جسکے ایک منتر سے ہزاروں آفت اور لاکھوں بلا ٹلتی ہے - وہ انسان جس کے سایے سے پری تک جلتی ہے - رئیسوں کے خاص کمروں میں نسیم سحری کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہے - جسکی ادنی سی بے اعتنائی اور آزردگی بڑے بڑے لوگوں کے لیے سبب شامت ہے - اپنے اوباش ناجنس خواجہ تاشوں پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کر کے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے بغلگیر اور ہمچشموں کی ذلت بار اور جگر فگار چشمکوں کے اثر افشان تازیانوں کی پے در پے چوٹوں سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر - اپنی رسائی کو دوسرے کی نظر میں تیز کر کے دکھانے کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے مختلف کمروں سے نہایت ایٹھ ہو کر ایک ظاہری ذی پردگی کی ادا سی

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم دینے والی۔ میمون کی خصلت کی اثر ریزی کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت میمون سرشت مین بے تکلف و تکلیف قبول کر لینے والی۔ بیسیون رنگ شگاف۔ الیٹ اور ٹیلر کو ہوا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سے ڈراتی ہی اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند تان بھی اوڑاتی ہے۔ نفلنٹ گورنمنٹ ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار عاطفت کی کیاری مین بر سون سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات سے سیچ کر پد لنے والی۔ لڑکین کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی۔ وہ ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہی۔ ایک دریس کے لہنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی۔ آیا آیا کی جان نواز آواز انگلو انڈین کے بچون کے نچانے کا سب سے پراثر ہندوستانی باجا ہے۔ ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک ہندوستانی راجا ہے۔ وہ ہندوستانی فیمیل اتالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی مین ہوتی ہی۔ وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز خیالات کو صاف کر کے ولایتی صابون سے دھوتی ہی۔ بیرانی کی کرامت کی خوشبو میم صاحبون کے شانے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی۔ ولایتی عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر انکے اعتماد اور اعتقاد کی کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیالات لاکر بیٹھانیوالی

اور جہنکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی - نیٹو اور انگریزی برے
خصائل کی ایک سچی تصویر دورنگی آپنے ہمقوم او ہمسایے کے خیال مین ذات
پات کہو کہا کر کمانے والی - گہر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پہر لوٹکر
گہر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے تمدنی
کی سیلی سے غصہ اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گہر سے نکل جانے والی
اکثر ساس ننند کی ایذا رسانی اور دلآزاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی
کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے -
مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بہی دستگیر ہے کوٹھی سے روزانہ
معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی
کہلبلی مچانے والی - اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچہ
واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی
اداسے اپنا رعب جمانے پر چست اور بار کہایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور
نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک
اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دار ونکا ٹیکٹ
لیجاکر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص
حسن خدمت کے صلے مین بہت کچہ داجبی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور
خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدہی - اکثر چالاک اور شریر
مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دلاری - بابا لوگون کی
ٹمٹم گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی بابون کو

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک
زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے
درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی
اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز
اور پھکیت محرر کی تجربہ کار اور بیرکار درکنار الماسی نوک قلم کے کھونچون
سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی
ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین معین
ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیجا بانہ ہماری برش
خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکھانے والی۔

یوروپین کنسرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ
وجدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی
کے بچے کے جھولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی
عداوت۔ اور پرشوکت دہمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کم زور کے دبانی کا ہتھیار
باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل
کی بلند موج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے
شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانٹی نگرو کے واسطے نصرت اثر نوید سلاطین یورپ
کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن محبوب الیوروپون
کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل
کرنے کی کھرل۔ کم زور کو زور آور اور زور آور کو کم زور بنانے کی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی
ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور
درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین
اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی
تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی رہے۔
اڈانک کے دو ہزارے لینڈو[1] کے مخملی گدّے پر نہایت شان و شوکت سے
دم سیر بیٹھکر جذب حرارت تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس
سیلون مین میم صاحب سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانے پر مسکرا مسکرا کر
اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین
خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بجرہ ہے
مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک
تبحر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایہ کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت
اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نبٹنے کا ایک مزہ وار سرور رہے۔
گھر سے نکل کر بگڑ کر بننے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور
سے تننے والی۔ پنشن لیکر ذات مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حصہ پانی
گھلواتی ہی۔ تا دم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کہاتی ہے۔
اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی
ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

۱؎ ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاڑی ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔قومی دولت
قومی عزت۔قومی قوت۔قومی لیاقت۔قومی فصاحت اور قومی شوکت
کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڈ بابا یا۔خشک تحسین۔خشک سلام
خشک احسان۔وہ پائی جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش
کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔وہ انعام جو سال بھر تک
دل ودماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری
کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔وہ پُرمعنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت
کی داد دی ہی۔وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و
دماغ کی خبر لی ہی۔وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا
خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے
خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ
بغیر کمخواب ورزر بفت کے درست نہین ہوتا وہ پر تاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان
سے نکلتے ہوے ٹالدے۔وہ تسخیر با تاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنائے
وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آب مصفا سے
ربڑ کے تکیے کی طرح پھُلادے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا فغانی کو ایک
آن مین ہنسادے۔

ﮤ ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوش کی صورت کا ۱۲

ولایتی گل۔ کم زور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون۔ ٹرکی کی آیندہ ترقی کا نہایت نیک شگون۔ دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا بہانہ۔ اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ۔ نار وا اصرار۔ دلشکن دباؤ۔ ناجائز جبر۔ احمد کا مردہ۔ محمود کی قبر۔ اندرونی اختلاف کے ڈہاکنے کا سرپوش۔ وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش۔ شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام۔ ترکون کے لیے ایک روح افزا۔ جان پرور اور مسرت بار پیام۔ پرانے مریض کے لیے نیا تبا پرسکرپشن [سلہ]۔ سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن۔ مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک پنتھ ہزار کاج۔

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی)

مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کی قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹر۔ وہ بالی جہان کا اصیل اور ٹینی دونون کٹر۔ زبانی لڑائی کا میدان۔ خیالی پلاؤ بیچنے والے کی دکان۔ باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور۔ خیالی اور لسانی کشتی کا مہذب اکہاڑا۔ تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا۔ مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط دیوار۔ ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار۔ ستم دیدون کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین۔ انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے اسناد کی

سلہ نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

پالیسی (حکمت عملی) خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگِ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز۔ کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو بہالغے سے بیان کرنا اپنے منھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوے گھر سے تاپنا۔

آنر (عزت) مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقّر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقارخانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیفِ قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگون کا دماغ معطر رہتا ہے۔

انٹرسٹ (حقوق) وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتّے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوے ہین۔

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی جس مین صفات ذیل ہون-

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین- مگر جس خاندان سی ہو اوسکے خون مین تازگی ہو- اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعہ اسناد یا شہادت چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقت اور صحیح المزاج غیر خاندان کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سی منتقل کیا گیا تھا- (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)-

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس۴۰ اور پچاس۵۰ کے اندر- کاٹھی مضبوط- قوی درست- طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر- نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ وزن قریب تین مَن کے (جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین- معمولی چھوٹی گربہ نما آنکھین بہت خوشگوار ہون گی- صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوا مرض موت کے ڈاکٹر اور حکیم بلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو کسی قدر معمولی دوا مین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی توکس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا) کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دہوئی جاسکتی ہی؟ یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کرکسی جنٹلمین کو پہنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمایشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو نمایشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تہا۔

بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت اور اپنے گہر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکونکے جننے کے شوق سے اوسکا دل و دماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پہول اور پتون سے

مشتہر اپنے مختصر حال سے ہی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش
یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر
چل پھر سکے - گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ
مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو - ناچنے مین اگر کمال نہو تو
اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی مہذب
اور فرحت بخش بالی مین بخوبی تھکا دے - گھس بیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر
اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پزیر ہونے
کے لیے تیار ہو - بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ
بات ہی - اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی - وہ یا اُس کے قرابت مند
زور و شور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسب نامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم
شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھ ملا دینا میرا ذمہ - اس کا تردد ہرگز نہ کرین
خوش خوراک - خوش گپ (خوش ادا - اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے
ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت
دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے
ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ
کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو - نئی روشنی کی
پھلجھڑی - تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی - خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو
گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی
آب و ہوا کی سختی کو برداشت کر سکے - قانون کے مطابق شادی ہو گی - اور رجسٹر ا

منشی جوالا پرشاد برق مرحوم

تفصیلی حالات سے بہی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا دور دورہ ہی اور میرا لگا بہی گویا ایک طرح لگ چکا ہی بفضل نیچری کے سایے مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بہی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا ڈیوک بن جاؤن گا اور پہر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی میم صاحبہ کے لُبہانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج وراحت بنانے کے لیے کم نہین ہی۔

منشی جوالا پرشاد صاحب برق

منشی جوالا پرشاد صاحب برق ضلع سیتاپور قصبہ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۷۹ء ضلع کچہری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۷۹ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۳ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۴ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطرخواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضہ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمی برق تھے۔ اردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے۔ لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجر منشی احمد علی شوق سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے ابتدا سے اودھ پنچ کر پودھ کو سینچا۔

مقفی اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے اچھوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلامبالغہ باتین دل مین چُبہہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ان قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جر اثقال ور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پہر کس برتے پر تتا پانی لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکہکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات شرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہہ بہی منعطف ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سوای آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور باا ثر کوششون نے اودہ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائداری کے ساتہہ چڑہایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ شرقی و مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تباین کی نہایت خوبصورتی کے ساتہہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتی ہین - مین اپنا فخر سمجہونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ مین اکثر شائع ہوئین۔ مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کرومیو جولیٹ کا ترجمہ ہی انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہی کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہی۔ بنگالی دلہن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصے ہین جنکی تصویر اردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شکسپیر کے نو یا دس ناٹکونکا ہوبہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہی اور اگر زندگی وفا کرتی تو اونکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتے مگر سنہ ۱۹۰۹ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور سنہ ۱۹۱۰ء مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستون مین تھے۔ اودھ پنچ مین دونونکے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہی جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہی کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہی۔ زمانہ کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی بلند پروازیون کو چھوڑ کر فی زمانہ کس ڈہرے پر آ رہا ہی۔

منشی جوالا پرشاد صاحب برق

منشی جوالا پرشاد صاحب برق ضلع سیتاپور قصبہ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱- اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۸۰ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۸۰ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۲ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۳ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فداے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶- مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضہ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمیٰ برق تھے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اُردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اُسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالب العلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے۔ لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجر منشی احمد علی شوق سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے ابتدا سے اودھ پنچ کی بود و نمود کو سنبھالا

مقفیٰ اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے اچھوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹہتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم   کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ان قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جراثقال ور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پہر کس برتے پر تتا پانی لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہہ بہی مبذول ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سوا آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور باثر کوششون نے اردو پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائداری کے ساتھہ چڑہایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی نہ مغربی خیالات باوجود اپنے ذاتی تباین کے نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتے ہین - مین اپنا فخر سمجہونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجوں میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظموں کے جو اودھ پنچ میں اکثر شائع ہوئیں۔ مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولیٹ کا ترجمہ ہے انکی شاعری کے بہترین نمونے ہیں۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولوں کا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت میں کیا ہے کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سنا کہ ترجمہ میں اصل قصہ کی تازگی موجود ہے۔ بنگالی دلہن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل میں بنگالی زبان کے قصہ ہیں جنکی تصویر اردو زبان میں اُتاری گئی علاوہ ان ترجموں کے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شیکسپیر کے نو یا دس ناٹکوں کا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر میں کیا ہے اور اگر زندگی وفا کرتی تو انکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکوں کا ترجمہ کر ڈالتے مگر گذشتہ ۱۹۰۵ع میں اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۱۰ع میں اُنکی زندگی کا انسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستوں میں تھے۔ اودھ پنچ میں دونوں کے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہے جبکہ قیصر گنج میں پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونوں رنگین مزاج دوستوں کے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہیں رہی۔ آج کچھ اور ہے کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون میں آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہے۔ زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہیں۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیوں کو چھوڑ کر فی زمانا کس ڈھرے پر آرہا ہے۔

سُن گُن جو ہین فصلِ گل کی پائی
گردش سے دنون کے بیخطر تھی
معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاؤن
رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تھا
بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے
مُکھڑے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی
پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف
رنگت ارض و سما کی بدلی
اطراف جہان مین مچ گئی عید
چرخ چارم پہ ہے نمایان
چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے
نیچر کو شعاعین پالتی ہین
کرنون نے گڑی جڑون مین گُھس کر
شاخون مین جڑون سی چڑھ کی پہونچین
ہجنے لگین باغ و بوستان کو
فیروزی - صندلی - گلابی
لاکھی - نارنجی - ارغوانی
کافوری - کاکریزی - لاہی
عبّاسی - پیازی - زعفرانی

سردی گھبرائی سٹ پٹائی
مطلق نہ بسنت کی خبر تھی
اوتر کو کسک چلی دبے پاؤن
گھر مٹ گیا جو بنا ہوا تھا
پالے پر اوس پڑ گئی ہے
چہرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی
ہستی گھُل گھُل کے کھوتی ہی برف
صورت سیرت ہوا کی بدلی
پہونچا خطِ استوا پہ خورشید
فیاضِ زمان مسیحِ دوران
ہے نشو و نما اوسی کے دم سے
ہر چیز مین جان ڈالتی ہین
پیدا کیے یہ نمو کے جوہر
دوڑین پتون مین بڑھ کی پہونچین
رنگنے لگین تختہ جہان کو
خاکی - عنّابی - سُرخ - آبی
طوسی - خشخاشی - آسمانی
بادامی - سیاہ - زرد - کاہی
ماشی - زنگاری - سبز - دھانی

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی
کس ناز سے ہے بہار آتی

کمسن۔ الھڑ۔ حسین۔ انیلی
چوتھی کی دولھن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن
اوڑھتی کوپل او بہار کے دن

گہنا پھولون کا زیب تن کر
دھانی جوڑا نیا پہن کر

گھونگٹ اک ناز سے نکالے
سہرا پھولون کا منہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن مین آئی
اک سبز پری وطن مین آئی

اوتری گلشن مین جب سواری
سورج نے آرتی اوتاری

گل نے زر گل کیا نچھاور
صدقے ہوئی عندلیب اوڑ کر

شبنم بھر لائی کورے کورے
شربت سے گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا
کرنون نے مورچھل ہلایا

نہرین ہر پھر کے لائین پانی
سبزے نے بچھایا فرش دھانی

خوشیان اشجار نے منائین
میوون کی ڈالیان لگائین

غنچون نے چٹک کے لین بلائین
بلبل نے چہک کے دین دعائین

مرغان چمن نے گیت گائے
ہر رنگ کے زمزمے سنائے

چڑیون نے گا کے دل لبھایا
مورون نے ناچ کر رجھایا

بدلی پھولون نے اپنی وردی
اودی۔ زنگاری۔ لاجوردی

بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی
کوئل نے یہ پھیر دی منادی

معشوقۂ گلعذار آئی
آئی آئی بہار آئی

گھر سے اپنے کسان نکلے — بوڑھے بالے جوان نکلے
تارون کی چھاؤن۔ منہ اندھیرے — کھیتون مین پہونچ گئے سویرے
گوڑی جوتی زمین کمائی — نیچے کی زمین اوپر آئی
بو جوت کے بیڑیان لگائین — کچھ لوگون نے چرخیان لگائین
پُر سے پانی کسی نے کھینچا — بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا
برہا کوئی سنبھالتا ہے — نالی کوئی نکالتا ہے
مل مل کے وہ تانین ہین گاتی — کھُرپی لیے کھیت مین نراتی
کھیتی پہ نثار ہونے والے — وہ جوتنے والے بونے والے
فارغ ہوئے آج جوت بو کر — پلٹے گھر ہاتھ پانون دھو کر
پانی کھیتون مین بھر چکے وہ — جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ
اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد — اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد
آفت سے اوسے خدا بچائے — اُمید پہ پانی پھر نہ جائے
بےچین ہین سخت ہے تردد — ہر دم کمبخت ہے تردد
دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد — کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد
دل مین ہین یہ وسوسے سمائے — گروی گیہون مین لگ نہ جائے
پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد — پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد
پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے — گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے
پیڑون پہ ٹڈیان نہ چھا جائین — ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین
چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے — دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن | پر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے اوسمین روشنی بھی | گرمی سے ملی جلی ہے سردی
سبزے کا ابھار کیون نہ بھائے | ہر فصل بہار کیون نہ بھائے
او آنکھون کو نور دینے والے | او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ توہی ڈہڈہایا | گلزارون مین توہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہی تجھ سے | ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے
اللہ ری نمو کی کارسازی | بخشی گلشن کو روح تازی
بادِ سحری چلی جو سن سن | اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن
سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا | ننھی کلیان ہوئین ہویدا
چھیڑا جو صبا نے کسمسائین | کچھ کچھ دبے ہونٹون مسکرائین
پھر گل پہ نسیم نے کھلایا | بڑھ کے پہلو مین گدگدایا
سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین | پھولے نہ وہ جامے مین سمائین
باچھین گئین کھل خوشی کے مارے | دم پھول گیا ہنسی کے مارے
خوشبو درجِ دہن سے نکلی | اترائی ہوئی چمن سے نکلی
کچھ ایسی دماغ مین سمائی | شاخ گل کو ہوا بتائی
اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے | چہلین کرتی ہوئی ہوا سے
گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے | جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے
ہر موج نسیم تھی معنبر | خوشبو سے جہان ہوا معطر
پیارا پیارا سمان جو دیکھا | خلقت کو شادمان جو دیکھا

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا ‌ ‌ آہون سے فلک کا دل پسیجا
نکلا تیزی سے نیر انور ‌ ‌ حدت سے بھڑک اوٹھا سمندر
کرنون کی ادہر بڑہی شرارت ‌ ‌ پانی کی ادہر بڑہی حرارت
قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ ‌ ‌ منہ پر غصے سے آگیا جھاگ
اک جوش مین آیا بحر ذخار ‌ ‌ دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار
چھایا بڑھکر فلک پہ مارا ‌ ‌ چھانٹا دل کا بخار سارا
خورشید کو بادلون نے گھیرا ‌ ‌ عالم مین چھا گیا اندھیرا
کرنون سے ہوا لطیف ہوکر ‌ ‌ چلنے لگی بن کے باد صرصر
بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے ‌ ‌ باتین کرتے ہوا سے بھاگے
میدانون مین بڑھ کے آگئے وہ ‌ ‌ کہسارون پہ چڑھ کے چھا گئے وہ
ٹکرائے پہاڑ سے کہین پہ ‌ ‌ جھلا کے برس پڑے وہین پر
اونچی نیچی پہاڑیون پر ‌ ‌ دہارین گرتی ہین لڑکھڑا کر
چشمے کہین زور کررہے ہین ‌ ‌ نالے کہین شور کررہے ہین
نہرین اٹھلاتی جارہی ہین ‌ ‌ لہرین موجین اوڑا رہی ہین
سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ ‌ ‌ پھولون سے بھرا ہے دامن کوہ
تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی ‌ ‌ گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی
سبزے کا پہاڑ پہ یہ انداز ‌ ‌ جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز
گھاٹی پھولون سے رشک گلزار ‌ ‌ دامن پہ درخت سلسلہ وار
معشوقۂ سبزہ رنگ ہے گھاس ‌ ‌ ہر پھول مین ہی دولھن کی بوباس
بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر ‌ ‌ بندھن واری بندھی ہے در پہ

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے — کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے

دل ٹوٹ گیا پھٹے جو بادل — جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل

پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد — سرسون نہ جمی تو منہ ہوا زرد

خورشید حمل سے ہو ہویدا — نیچر مین کر امتزاج پیدا

برہم نہ مزاج آب و گل ہو — حدت کرنون کی معتدل ہو

بادل برسا دے ابر نیسان — دانے موتی سے رولی دہقان

شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین — موتی سے پرو دے بالیون مین

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ — اودی اودی گھٹائین چھاؤ

گھبرا نہ کسان ہی خدا ساتھ — اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ

دنیا کا رفیق تو ہے دہقان — عالم کا شفیق تو ہے دہقان

مفلس۔ قلاش۔ بھوکے محتاج — زردار۔ امیر۔ صاحب تاج

سب کا تو نے ہے پیٹ پالا — تیرا ہو جہان مین بول بالا

تیری فیاضیان ہین مشہور — کیونکر نہ ہو تجھپہ ہند مغرور

یا رب برسا دے ابر رحمت — لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت

نیت مین ہو پھل جناب باری — محنت ہو سوپھل جناب باری

ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا — شاخین پھولین پھلین خدایا

ہان جوش نمو بڑہے الٰہی — یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی

پودے جو نہال ہون تو نچ جائے — دہقان خوش حال ہون تو نچ جائے

اے ابر کنون بہ ہوش در آ — اے رحمت حق بہ جوش در آ

گاڑھی ہے کسان کی کمائی — باشد کہ بروکرم نمائی

ایسی کھیتون مین کچھہ تو اودی — کچھہ شرمئی اور کچھہ کبودی
ٹیسو سے ہے لال لال جنگل — مُنہ پر ہے ملے گلال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین — شاخین آمون کی بور لائین
کوئل کوکی تو آئے بادل — سر پر گلشن کے چھائے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے — نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی — زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان ہین جادو — نظرون مین فسون بیانین جادو
مستانی ادا۔ نشیلی آنکھین — تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
بانکی وہ پھبن وہ ترچھی چتون — شوخی۔ طرّاری۔ چلبلاپن
جو ہے وہی کھیلتی ہے ہنس کر — اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی — منہ پھیر کے جارہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی — جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی — دکھلا کے کسیکو کچھہ نشانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے — کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین — آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
کھل کھیلی ہین راگ لارہی ہین — مل مل کے بسنت گارہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور — ہے برق کا سوز دل بدستور
وان دشت وچمن ہرے ہوئے ہین — یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

چرتے ہین ہرن پرے جمائے
پھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے

مستی مین کلیلین کر رہے ہین
میدان مین طرارے بھر رہے ہین

کھوہون مین چھپے ہوئے ہین زہاد
دنیا بھولی ہوئی خدا یاد

چپ بیٹھے ہین دہونیان رمائے
اللہ سے اپنے لو لگائے

جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پہل
جنگل مین منا رہے ہین منگل

پہل پھول پہ کرتے ہین قناعت
تنہائی مین کرتے ہین عبادت

صانع کی دیکھتے ہین صنعت
اللہ کی دیکھتے ہین قدرت

ہر شے سے عیان ہی نور اوسکا
ہر رنگ مین ہے ظہور اوسکا

افلاک و زمین۔ نجوم و حیوان
دہات اور نبات جن و انسان

جھیلین۔ دریا۔ پہاڑ۔ چشمے
اوسکی قدرت کے ہین کرشمے

مرغان چمن سرون مین گاؤ
توحید کے زمزمے سناؤ

نہرو پھر پھر کے ہو عبادت
جھرنو گر گر کے ہو عبادت

سر سجدے کو خم کر او ثمر تو
جھک جا او شاخ بارور تو

مرغان چمن چہک اوٹھو تم
گلہائے چمن مہک اوٹھو تم

بلبل کی زبان پہ قال آئے
پتّی پتّی کو حال آئے

قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے
دیکھین آنکھون سے آنکھون والے

تازہ کیا جسم و جہان کو اوسنے
سرسبز کیا جہان کو اوسنے

ہے رشک جنان ہر ایک گلشن
ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن

رک رک کے نسیم چل رہی ہے
سبزے پہ ہوا مچل رہی ہے

گیہون کے کھیت دھانی دھانی
تختے سرسون کے زعفرانی

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے   حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان　　　　طوقِ زرین ہمہ در گردنِ خرمے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا - ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر سے اوجھل ہو گیا یکایک بلائے آسمانی پھٹ پڑی - ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی -

پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہو گیا - اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکی والدین نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا - بچپن مین کیسی کیسی داشت کی - رات کو رات دن کو دن نہ سمجھا - مگر دشمنون کی نظر کھا گئی - سوتیلی مان کے پالے پڑا - ماباپ ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہو گیا -

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی ہو کر بین　　　　آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہوا کیسی کچھ دل پر چوٹ لگی - رپن کا زمانہ - ہم تو خوشیان مناتے بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو پالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا - مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو بھور ہو گیا - ان اینگلو انڈین سے خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا - کمبخت دو کنکار ڈٹ" نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون نے ملکہ معظمہ کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے - پیارے رپن کو مجبور کیا - وہ بھی بُرے پھنسے - کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے نقارخانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی - آخرش وہ بھی اُنھین کے ساتھ سر ہلانے لگے -

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا　　　　بلبل کا حال قابلِ فریاد ہو گیا

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کرڈم دھڑم بجادیا
ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہی٭ پیارے ربن کو ہم کیا کرین۔
بیش بالای تو نازم چہ بصلح و چہ بجنگ   کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ
اختیار رہا مگر برائے نام۔ جوری کی پخ بلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے
پارلیمنٹ مین وہ اویلا ضرور رہو۔ ہندیو دشمنون سے سبق لو جھکوکے اتبو سیکھو۔
دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہی۔ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس
اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے
تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچّے
خیر خواہ سرکار رہین۔ مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی
کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دکنکار ڈٹ،، کے ایک ہی گولے نے اُنکا
صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے
وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوئے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم
بیچ بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا۔
جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعتہً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین
سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وہیل
مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

کام انجام دیتا تھا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ورایکزکیٹو شاخون مین علیحدگی ممکن نہ تھی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تھا۔ غدر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اورایکزیکٹو طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکھین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تھا کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجھاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے ایکزکیٹو انتظام کے نگران تھے۔ مگر اب ؏

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اب تو ڈھنگ ہی نرالے ہین۔ امن و امان نے ہاتھہ پیر پھیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہوگیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجھنے لگی۔ اوس طوفان بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ء کا نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہای لگان و دیوانی علیحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچھہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تھا کہ اس انتظام کے ساتھہ عدالت جوڈیشل کمشنر بھی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر۔ چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہے اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچھ لکھون۔ ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۸۳ء شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی۔ تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی۔ مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہوگیا۔ ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۳۵ لاکھ کے تہی ۱۸۸۲ء مین ۱۰۴ لاکھ ہوگئی۔ اور ۱۸۸۳ء مین ۱۴۷ لاکھ۔ باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تہی۔ جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابہی حقیقت کی چھوٹے چھوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا۔ آخر اسکی وجہ کیا۔ انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچھرے اوڑائے۔ غریب رعایا کو دباتے رہے۔ ادھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کہلین اور اوسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی۔ اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی۔ اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی۔ غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین۔ الانتظار اشد من الموت سے خستہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین۔ اب وہ زمانہ لدگیا۔ جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ کا

تو تعلقداران اودھ کچھہ کن مناۓ تھے۔ مگر اب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روۓ اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزؤون کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بہر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچا سچا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہے۔ اگر اودھ کے اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہمین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھہ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا منیجر کہلاۓ یا کچھہ روپیہ کمالاۓ۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بھی تو کچھہ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی۔اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی۔ اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمۂ قانون وانصاف ہونا چاہیے یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون۔ اور وہ بطور بنچ کے کام کرین۔

الہ آبادی اخبار پایونیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑدی جاوے اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہواکرین۔ وہ لکھتا ہی کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی۔ اور رعایا کے حق مین اچھا انصاف ہوگا۔ کفایت کی ایک ہی ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ ہونگی۔ رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی۔ چھوڑ دبی بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا۔ پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی۔ اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا۔ کرسی کی ہوا ہی۔ اگر انتخاب عمدہ ہو تو جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین۔ غریب رعایاے اودھ لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی۔ اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا۔ در انصاف کا بند کرلیتا ہے۔ پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی۔ اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست ونابود ہو جائے۔

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا ‏ ‏ پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اگزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے اُنسے تمام پرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین اُنکا سمجھانا کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین پایے نسبتی تصور فرمائیے۔ چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لپ جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے لگا دٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سے زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔ وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ مبنی رنڈی کے پان لونگ بت

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور۔ چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچۂ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ آودھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بددور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جوجی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپج۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی مونہہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگٹٹ دوڑائے۔ لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ بھلا عشق بازاری عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین

یہ بات - وہ بات - لٹیا پسند - خاصدان پسند - گھڑی پسند - اُگالدان پسند آنا فانا گھر کا تعلیقہ کر لیا - فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی - ادھر میان کا دوالا نکلا - اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا -

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوے یہ گھر دیکھا - وہ گھر دیکھا آخر ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی - اور اُدھر کی بات چیت ہوئی - حضرت خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت - دوسرے مکان کا دروازہ کھلا ہوا - پانی پینے کو اُٹھین - اور غڑاپ سے اُسی دروازے مین - میان ہین کہ امیدوار بودہ بدانند یا آنہی زمین کھا گئی - یا آسمان - اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ ڈنڈے باز آدھمکے - ای ہی - قیامت نازل ہوئی - اوسان خطا ہو گئے - پیٹ مین سانس سمانی مشکل پڑ گئی - دو چار ڈگ جما کانٹا سا نکال باہر کیا - جی ہی جی مین پچھتاتے - اپنا سا مُنھ لیے ٹپے گاتے چلے آتے ہین بہت ترے کی - یہ عشق غانگی ہوا رہا عشق ازدواجی - اسکی مزے کچھ نہ پوچھیے - جو ہین سو ہین - یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی حقیقت سنیئے - ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کے لیے دیکھنا بھالنا - اب اگر یون ہی بن دیکھے بھالے عقد کر لیا - اور دونون مین میزان نہ پٹی - شادی عذاب جان جورو اجیرن - زندہ درگور ہوئے - اس سے عقلا نے عقد سے پہلے کچھ دنون امتحان لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی - چاہا کیا - چاہا - کھٹ سے الگ ہو رہے - تم اپنی راہ ہم اپنی راہ - اسے عشق ازدواجی کہتے ہین - اور سپر اپنا بھی ہمارا ہی - احمد علی شوق -

کیا کھا جائین۔ لٹو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ سازملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض چیتھڑے چھڑانا مشکل۔ دو چار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھا دیے۔ ہاتھ جھلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . . . نے وہ خاطر داریان کین کہ واللہ ہے بندہ بے زر بنالیا۔ بہئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہوگیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرن۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہی۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا۔

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپیے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف ؎

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے   پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

برس کھاکے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی - بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین - بات کرتے سیکڑون بوٹ - بھلا ہم ان خیالون کے آدمی - چوک کے گرد پھٹکتا کیسا - وہان ہئی کیا - وہی خشک بانکے - جو آپہی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین - اور خشک بانکے نہ سہی - جنہین خدانے دیا ہی وہی کیا ہین - عقل کے پورے - خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے - نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دہرداکے آینہ لگواتے ہین ضماد ہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھاکے - بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے بہرے کو مسطر بناکے - دولتخانے مین جیتھڑون سے بیزار ع

نازکی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

غرقی کافی ہی - باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا - انگرکھا ہو تو شربتی یا ململ کا - ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی - برسات کے دن - جو کہین بادل خان بہربہراکے برس پڑے - تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لولو ہے لولو) سچ بولین اُن کے دشمن - کوئی اشتہا پشت مین نہین بولا - سپوت ہین - کچھ کپوت تو ہین نہین - جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین - نماز کا نام لو تو کان پکڑین - نہ پڑھی نہ قضا ہوئی - فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا - بھولا ایسے جہان صحبت گرم ہوئی - دمبازون نے چھینٹے دیے - لگے دہکا دہک چانڈو اڑانے لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا - وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بہرکو ہوگئے - کنجوس تو ہین نہین - جو حساب کتاب دیکھین بھالین - اور پہر بڑے بڑے ایماندار

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے ؎

جنون پسند مجھی جہانون ہی پھولون کی　　عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بہر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بھرا ہوا طرارے بھر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا - تو ہوا اور جہان - گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ؎

دیکھکر ٹھنڈک تپونکی سردھری بھول جاے　　دل گرفتہ ہنس پڑی یان غنچہ آئی پھولجاے

جی گھبرایا اور کمٹ سے نکل کھڑے ہوئے - چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تھی - آپ جانیے رنڈیان معجون وافع خفقان پھر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے - گلرویون کی بہار - پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی مُنہ سے نکلتا ہے ؎

قدے چو سرو ورخے ہمچو ارغوان داری　　مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بھئی کوئی بتاؤ تو - آج ہم ہین کہان - آپ مین تو ہین نہین - ورنہ یہ مہذب زمانہ - تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پھرتی ہی - ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی - سوانگے جانچے

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو ہ

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح   بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

داہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پیڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچوں بیچ کے درمیانین نئے مہذب تگڈا جمع۔ تینوں مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار بنگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے رات آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو اقانون قانون کریگا۔ ہانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوتا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا۔ کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جاے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہون سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدّت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلون۔

نئے مہذب۔ خوب۔ آؤ کہان درد ہی لاؤ ہم منڈا سے جھاڑ دے۔

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بھلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یاری جلو تھذیب نگر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچہ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی

کہین ایسا نہو۔ کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ این اور ڈاڑہی
تو آپ نے بہی بڑھا رکھی ہے۔ ادھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمہارا کچہ قصور نہین۔ لیکن جو تمہارے مان باپ ملتے
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمہین یہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقۂ تعلیم خراب۔
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہی کس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔
وہ اللّلے تللّے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا۔ ع
پیٹو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل

یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا داغ کاہے کو جاٹئیگا۔
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ۔
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اسی مین دہرے رہتے ہین۔ بھلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سُنو۔
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بھئی ہمنے تو کانون ہی سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین اجی ع

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔ پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی ہین ان بہیدار باتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بہی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے جیکر نہین دے سکتا کہ ہر ذرّہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بند وبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کہیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی اُسنے میرے کہیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبالی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بہیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بہر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا۔ ح از الہ آباد۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا برش ٹوٹ گیا۔

نئے مہذب۔ ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔

کالی بی بی۔ ای میان ترے صدقے گئی جو خانساماں چوک جاے

تو مجھ بخت کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی۔

نئے مہذب۔ مت بولو۔ جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا۔ تو ہم بالور کو

بلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا ویگا۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا پینے کا پورٹ نہین ہا۔ اب ہم بیٹھے کیا۔ تمہارا لہو۔

نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی۔ بالکل نہین جانتا

کھانساماں بڑا ناٹی۔ ہمکو کھبر نہ کیا۔ برطرف۔ ہم آپ جاکے ابھی لاتا ہی۔

کالی بی بی۔ تو ہمارے لیئے تھوڑی مسّی لیتے آنا۔

نئے مہذب۔ پاگل۔ تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہی۔

گوری بی بی۔ یہ سایا کھراب گیا۔ ابکی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا۔

نئے مہذب۔ کون بڑا بات ہی۔ ایمان بیچ کے روپیہ آپی کیواسطے جمع کیا ہی۔

کالی بی بی۔ مین صدقے جاؤن۔ ابکی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔

نئے مہذب۔ ہش۔ تم ویسی آدمی وہ مثل بھول گیا۔ یہ منہ اور چار چنگی لاسا۔

گوری بی بی۔ آج برانڈی پی کے ہم کباب کہاے گا۔

نئے مہذب۔ اور ہم بھی تو۔

کالی بی بی۔ میرا بھی جی چلبلاتا ہی کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤن۔

نئے مہذب۔ تم کھائے بُرے کی جان (خدا وہ دن کرے)

نہ چل اد غیرت شمشاد بہت اترا کر بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھا کر

از اودھ پنچ

بندہ بنا دیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھہ سنانے لگے سخت وُست آج　　سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج
جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج　　اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑے نہ انصاف کو بشر　　کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر
سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر　　افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر
کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سناؤنگا بیخطر　　گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر
بتلائیے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھہ خبر　　لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی　　بیتاب و بیقرار شدہ سوے او روی
پیشِ مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی　　وہ آب و تاب و رونقِ ایوان خسروی
جس سے خجل ہو نورِ رخِ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون بے نقیب　　خود ملکۂ معظمہ ٹھلائے جب قریب
عزت یہ دیکھہ دیکھہ کے جل جل مرے رقیب　　سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب
ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اُس مس سگاہ لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی　　ٹیک اِٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی
بتلائیے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی　　دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی
کم سن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

ضرور دیکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی تو نظرون مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جا بجا ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر اتفاق کار جو رستے مین ملگیا سید سے آج حضرت واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جا بجا ترے حال تباہ کا

بتلا کہ روز حشر ترا ہو گا حال کیا تو لا شریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لا آلہ کا

جب سے ملا ہی عہدہ سب آرڈینٹ جج رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہج ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جنات رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر شیطان نے دکھا کے جمال عروس دہر

سرما بگذشت و این دلِ زار ہمان
گرما بگذشت و این دلِ زار ہمان
القصّہ تمام سرد و گرم عالم
برما بگذشت و این دلِ زار ہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجبوران خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہے۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور ادہر طبیعت خود بخود ضدیت اور شفقت کے کانٹے مین تل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑہ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈور کھنچا۔

گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پہیلا تنگ اور چُست لباس کی کُھلی ہوئی سیون اور . . . . مین بخیہ درفو بنوایا۔ ریکسون کے

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے   گر کوئی مس پلائے تو پہر ٹی بہی پیجیے
جی چاہے جس جگہ پہ وہان پہرتے گہومیے   آزادیٔ بتانِ پریوش کو دیکہیے
بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکہون اُنکی یہ طاقت مجہی نہین   وہ مس کہ جس سے آنکہہ چُراتی ہو حورعین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین   نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

پہر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین   بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
اول تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین   رکیے اگر تو ہنس کے کہی اک بتِ حسین
ول مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتہون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام   اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظر دن سے کرتی ہو جب کلام   اُسوقت جہک کی قبلہ کرون آپکو سلام
پہر نام بہی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے   اوڑ جائین ہوش آپکے یہ ہی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے   پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندھے
سودا جناب کو بہی ہو ٹرکی کلاہ کا

غش بہی ہون بیٹہی بزم مین اور ڈہلتی ہو شراب   اک مس ہو چودہ سال کی پہلو مین بے حجاب
اُسوقت کیجیے آپ تو البتہ ہی حساب   مسجد مین یون تو بیٹہ کے ممبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا   ا-ح- از الہ آباد

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈھی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی - روسا اور امراد ن بھر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر عظیم اللہ خانی مدار یے پہولون سے لپٹے بجاے لب معشوق ہمدم - آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن - تفریح طبع کے لیئے ہر موسم اور ارگن پہولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین - لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چار مین - کہین تادری سوار گنجیفہ کا شغل - کہین پچیسی کا چرچہ جیت ہیٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی اوپچی تیلی کو کیا **شعر**

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان - اور رات کو خالی چارپائی ور تنہا مکان - ایک قطعہ کسی پرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہر چند محاورۂ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی **قطعہ**

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی | کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی | نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بھی پر جوش موسم آخر ہوا - اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکھلایا - ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا - ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا - ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندؤون کے

یہان بدریان کھلین۔ رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حمامون کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانو نمین بہار تازہ آئی۔ کھنیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پھرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے۔ پٹیاریان ہین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔ حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی .... کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی روسے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔ الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلے مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انمین سے مطرد غربا بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وافسوس مین ان دونو نکا پلہ برابر کیسی کی راتین بزردی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر

فرق ست میان آنکہ یارش دربر با آنکہ دو چشم انتظارش بردر

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بھاری ہوگئے کیا ممکن کہ دھوپ مین قدم بھر چل سکین۔ صاحب لوگ باانہمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اور لکھنؤ کے بانکے کٹریون سے تو بچا نہ چھین لین۔ اور چہڑیون سے لڑکر لکھنؤ خالی
کرالین۔ اور رہیر جوارین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا وصفت کا ساون بہادون
برسا رکہا ہی۔ اور تعریفون کی بوچھار لوہے کے بل تک جاتی ہی۔ طرہ یہ کہ فقط
واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج
میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے۔
یا اگر حضرت سلطانعالم شاہ اودہ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے۔
چند ہی روز مین اِنکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل مال ذی
اور نہ صاحب کمال ذکوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین
جنکی ذات سے سب کچہ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہی واللہ سچ
کہتے ہو مین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل
کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ
سی آواز کا سُریلہ پن تو دیکہو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے
گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)
الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ
غریب الدیار بہی علیحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکہہ رہے تہے۔
اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چہڑون کی جہنکار کان مین
آگئی تو کن آنکہون سے یک نظرے خوش گذرے دیکہہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین
مگر سر جہکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے یہ سب کچہ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت داغ

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ کرکے پہلا ہی دونگڑا اس دھڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئ حی من الما کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہوگئے سبزۂ نو رستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہوگئے رنگین مزاجون سے کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی ننھی سنو۔ تھوڑا ساون باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر مع جوڑے کے سوار ہوکر چلدیے شوقین غربا ہی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین ساقنون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیون کا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور زراقیہ مضمون قابل دید و شنید ہوتا ہے فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دھومن صاحب کی دھوم دھام ہے اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انہین کے پاس ہے۔ جہان انہون نے جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارسیان جھولا ڈالو باغ مین) تمام میدان عیش باغ مین کھل بلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زہ صفین پہاڑ پھاڑکر قریب آپہونچے۔ داہنے بائین پرا باندھکر جم گئے۔ بی دھومن کی صداے دلکش سے آگاہ بھائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورونیر نامے رزمی کے سننے سے ہو۔ سر وگردن بے قابو اعضاے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا ولولہ اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمناے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانے سے مجبور۔ اگر اسوقت بی دھومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالبًا خون خرابہ ہوجائے

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ تزویر گرفتار
زخود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال
رخ حور۔ مثال شب دیجور۔ بیرکوٹ و پتلون۔ بدن شستہ ز صابون۔ رخش
زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ دلی بندۂ شیطان۔
نہ ہندو نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دو دہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت
گلے نوق۔ گہے استادہ شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر دیتی۔ گہ چار و گہے
کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیرو کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری
دگے رم۔ گہے نگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتہ حرص و ہوا را۔
گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا ایشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود
آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد ز خرد عاری۔ شیشہ ننگ
شکستی۔ در دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہ عقل فراموش۔ بشر علم و
ادب دور۔ بئی گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن دیر بدادا
گفتہ عدوے ناموس۔ برو ڈام بگ ٹوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سوئر کالا مثالا
من صاحب لوگیم۔ فدائے بسر میم صاحب پلپلی نامم بجہان شہرۂ عامم۔ زر موزم
توجہ دانی۔ کہ ناقابل آنی۔ بزنم تھپڑ دٹھوکر ایٹو گڈ ام اپر شکنم روے شمارا۔
گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہودہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش
بہ آئینہ در پیش مشو طائر نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بجوز بسکٹ و ہم
کیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو پیر و حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین
صدق و صفا را۔

راقم — ہندی نہ فارسی
بہیاجی بنارسی

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت۔ لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سے بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر اردشیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے۔ اور بے اختیار ہوکر ہاتھ اُٹھاتا۔ اِس طول عمل مین کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاوین۔ اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہین۔ قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل ورسارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے۔ بحر طویل کو کاہیکو سُنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد۔ نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پونچھلے دار پتنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہئی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل مین داخل ہوگئے۔ وہان بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی۔ بیت بحثی۔ شعر خوانی۔ رقعہ بازی۔ گالی گلوچ۔ ہورہی ہی۔ لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند چھریان ریتے جاتے ہین۔ اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے بڑانے۔ تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے۔ ہم تو کیا اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے۔ وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسی۔ جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمایئے۔

خوری تا چند مرغ سر بریدہ با ہمہ غیبت — حرامی رانمائی از دلیل خویش چہ حجت
خوری نالد امی پیچ بر بین عقل برین ہمت — عروس نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ لے مودر و لیلڈ می ابوسیدن — بہ قیمت گیند کرکٹ بید عمر کے بتیاب گردیدن
جو قرآن و حدیث ہا تو پیچیری انجیل دیدن — عروس نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی کرایند در الکیست آن خلاق بیچون — کبوتر چون یکایک نتہ دیسے از دغا غون عون
ہر جا بیدا او در وارد و تو بکیں از بن اکنون — عروس نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی - چلو ہٹو - مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی -
میاں - این خیر تو ہے - یہ آج تمکو کیا ہوگیا -
بی بی - ہوگا تمکو یا تمہارے ہوتون سوتون کو - مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہوگا -
میاں - باتین تو زمستون کی سی کرتی ہو -
بی بی - جی ہان - بس مُنہ نہ کھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپے اشرفی ہی باٹ دیا ہے
میاں - پھر اسمین بھی کچھ شک ہے - تم جانتی ہو جو کچھہ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے -
بی بی - اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے - موئی خیر نہ برکت - ادہر روپیہ آیا چنبر پڑ رہین اُٹھ گیا - مین کیا سب کھالیتی یا زیور گڑھا لیتی ہون -

مخمس

کلاہ سرخ ٹرکی دائما بر سر نمی ماند ہمیشہ کوٹ وجاکٹ زینت زین بر نمی ماند
زمانہ بریکی آئین اسے نیچر نمے ماند عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند

براندی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند چنین بید وچرٹ در دست ولب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[1] بر سر نمی ماند عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند وکرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمے ماند
برائے مدرسہ این چندہ بر زر نمی ماند عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خر د سر بیٹ میدان تا کجا تازی ہمیشہ گیند وکرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزین بر بدن تا کی چنین پتلون گوسازی عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی تا بکے از ما بگو اے نیچرل نوشی لباس جاکٹ وپتلون بکہ کیا چنین پوشی
برائے کردن این رسم لندن تا کجا کوشی عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را با اسپیچ زبون تا کے بسر مزمن نمودن این چنین خبط وجنون تا کے
نمودن بول استادہ بمثل سگ کنون تا کی عروس نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[1] فز یعنی کلاہ ٹرکی۔

(اتو میان سے نرہا گیا کفن پہاڑکے بولے)

میان- یہ یہ یہ- یہ بیگم تم نے کیا کہا- ذرا پھر توکہو-

بی بی- ہان ہان- کچھ جھوٹ کہا- لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین-

بی بی- یہ تو جانے میری جوتی- مگر آدمی کے آثار کہین چھپے رہتے ہین-

میان- بھلا کچہ تو معلوم ہون-

بی بی- اجی بس جانے بھی دو- بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑھاتی ہو ابھی بتا چلون گی تو جھوٹے جھوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹھانے لگوگے مفت مین گنہگار ہونگی- بھرے گھر مین تم کو کلام اللہ اوٹھاتے تامل ہوتا نہین خدا کرے ان جھوٹی قسمون کا مظلمہ اونہین حرامزادیون کی جان پر پڑے میرے اور میرے بچون کی جان سے دور-

میان- جی نہین مین قرآن نہ اوٹھاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو-

بی بی- نام اور نشان کیسا- یہ بھی جولاہے کا تیر ہے- ہم کو سب کہاتین معلوم ہین- یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی ؟ جب خدمتگار سے پوچھوایا تمہارے سرکار کہان گئے تھے- صاحب کمیٹی گئے تھے- اب جو پوچھواوسمین ہوتا کیا ہی تو نمک حرام بتاتا نہین- اور مزا یہ جب کمیٹی موئی مین جانا ہوا بی چندہ کے بھی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا- یہ بندھی بات ہی- جب کبھی تم مردار کمیٹی مین گئے ہو اُسکے دوسرے ہی تیسرے اوبدا کے بی چندہ کے نام دو سو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین-

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزار دن حساب بتادون ابھی تمہاری شادی مین اباجان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پھر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابھی نادرہ کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیلے مرقیلہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مردوے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بھی کہانہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے پہونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور لاکلام (چھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بے فکریان کسپر کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نابابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین - مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

بی بی۔ پہر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی۔ یہی صلاحین ہوتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ۔ کل اُسکو بلواؤ۔ پرسون اُسکا مجرا ہو۔

میان۔ یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین۔ جیسے لڑکیون کا پڑھانا۔ لڑکون کا پڑھانا۔ شہر کی صفائی۔ عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا۔ اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین آ اُسکا نام چندہ ہی۔

بی بی۔ ہان اب مین سمجھی۔ توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا۔ اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا۔ آج دن بہر مین اسی مین ناحق حیران رہی۔ دس بجنے کو آئے اور ادھر کھیل مُنہ مین نہین گئی۔ معاذاللہ کی پناہ ہے اب جاکر حواس درست ہوئے۔ خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو۔ یہ بھی کوئی بڑی بات نہین۔ اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا۔ مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین۔

میان۔ خیر سر دست تو چندے چپ رہیے۔

فریاد

یارب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی مری بات ۔ دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا۔ جی اوکتا گیا۔ زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار۔ کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی۔ بنیا بنیا سنتے جان عذاب مین ہوگئی۔ خداوندا ان کے دل بدل دے۔ چشم بصیرت

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے۔ وہ کہتا ہی سرکار
کمیٹی مین گئے تھے وے آئے ہین۔ آگے بتاتا ہی نہین۔ اور مین کمبخت
اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی۔ وہ تو اُسدن چھوٹے بہیا آئے
تھے مجھے کچھہ یاد آگیا۔ پوچھہ بیٹھی کمیٹی کون چیز ہے؟ وہ تو جانو انگریزی
فارسی۔ زرزری۔ فرفری۔ سرسری سب مین دست وقلم ہے۔ چھہ چھینے کال
اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی۔ وہ سمجھکر چپ ہورہا۔ لاکھہ
پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین۔ جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو
کہتے ہین۔ بس فوراً ہی تو مین سمجھہ گئی۔ کہ یہ کچھہ نہین۔ دس بیس موئے اُٹھائی
لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے۔ ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا۔ جہان اور
رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شغل چندہ مُردار ہی ہوگی۔

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہوسکی)

میان۔ قہہ۔ قہہ۔ قہہ۔ بہئی واہ کیا بات نکالی ہی۔ واللہ بیگم ہو طبیعت دار
بات خوب نکالی۔ پہر اب کیا ہوگا۔ ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا۔

بی بی۔ میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار۔
لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھ کا کہانا حرام ہی یہ نچے آپ کو
مبارک رہین۔ میرا میکا سلامت رہے۔ مجھہ بہر کو بہت ہی۔

میان۔ کچھہ خیر ہی؟ آدمیون کی سی باتین کرو۔ آج یہ نیا خبط ہوا ہی۔ وہ لونڈا
تمہارا بہائی تو ہی احمق۔ وہ بھکوا کیا جانے۔ کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان
دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین

اور چاپلوس بنیا ہون - کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے - مگر فریاد ہے فریاد - یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو مٹتے ہین - میری شہرت کے دشمن ہین اچھا مین خوشامدی ہی سہی - مگر رب العالمین جب خوشامد سے توراضی ہی تو یہ اعتراض کرنے والے کون - تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سلیہ ہین پھر اگر مین نے خداوند حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی - بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے - میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ مصلحت آمیز پر عمل ہے - حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت نہین ہوتی - کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے - مین واقعی اس مین لاچار ہون - کیونکہ میرا دھندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی - پھر کیونکر ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلہاڑی مارون - مجھے نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور - میرا پرچہ تو بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی - خداوند بوجہ اصلی بنیا ہونے کے میرا نام بد ہی - ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا - مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین - مگر کیا دہی جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی - مسٹر گلیڈ اسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی - منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے - پالسی ہی اور ہوگئی - بس خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی - اور مین بھی یون ہی کرتا ہون -

عطا فرما۔ جو میری خوبیوں پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کریں میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک میرا حال تجھپر پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول اور سوسائٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پھربھی خداوندا یہ ناہنجار بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے ہین۔ رشک ہی اور جلن۔ میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون ومکان۔ کیا بنیے آدمی نہین۔ اور انکو تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی خوبیان بھی تیرے شریر بندے بُرائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین۔ عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا مصیبتین مین نے جھیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا۔ شدائد مین مستقل مین رہا۔ ہمت مین نے ظاہر کی۔ محنتی مین۔ کوشش مین نے کی تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی۔ جوتیان چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا پھر کچھ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خودغرض مطلبی

...در زیست مین یہ امر محال۔ تو ہ

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　　آلٰہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیان اُڑا۔ اور راے بہادر یا خان بہادر کا خلعت پہنا۔ کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی خوشی اور عزت سے بسر کرون۔ اور نہین تو ان دریدہ دہن آزاد بند دل کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین۔

جنگ سوڈان

ز بدعنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا　　کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا
ز بدحالی ملک وشہ نمی فہمند غافلہا　　چو در چاہ ضلالت سر فرو بردند جاہلہا
ازین زحمت بسی رنجیدہ دل گشتند کاملہا　　بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا
خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا　　کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم انداخت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہ خویش ہم بیرون نمی آید　　کہ لرزہ بر تنش و قوت مہدی بیفزاید
چو مہدی مردمان را ہمرکاب خویش بگراید　　مجال این ہیچکس را نیست واروی بنماید
بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید　　مخنث گشت فوج مصر شرم او را نمی آید[۱]
تغافل شرط ہمت نیست انگلش را ہمین باید　　کہ از رعب جلال خویش مہدی را بشرماید

۱؎ چہ خوشش۔

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجھی اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے۔ کہ
بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن.

زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گو ہون۔ اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہ
اپنا سرمایہ لگایا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کر کے راضی کیا۔ سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکھون بندگان خدا کی رزق کی
تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا۔ دوڑ دہوپ مین میری
چربی پگھل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان
مال پر آبنی مگر مین نے کچھہ دریغ نہ کیا۔ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کہو بیٹھا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش
خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکہے گئے۔ بے ایمان اور بد طینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن طعن
مجھے ملے۔ مشکوری کے عوض بُرائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی
عزت کہو بیٹھا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب درص
رخصت ہو گئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہ
خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجھے جگہہ دے۔ کہ تیری صفا
نامحدود کا آلہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی

پڑتیا گارڈن تہا وان مثالِ طائرِ بے پر   گرا ڈلیون فولندن مین چلائی یان نہ بان تر تر
ہر اک کی زق زق و بق بق سی برٹش پہ پڑا تہر   کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چر گئی ڈانگر
مگر جسدم سُنا یہ دمبدم وان حال ہے ابتر   روانہ ولسلی کو کر دیا پہر ہار کر آخر
دکہا یا ولسلی نے وان اگرچہ جا کے کروفر   نہ بگڑا گارڈن کا کام انسے چپ سکا بہتر

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ   مزا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کہو حافظ
بہلا جسمین ہو کچہہ تیر اکر اوسکی جستجو حافظ   زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ   کوئی تدبیر مہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ   کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

بوی نافہ کاخر صبا زان طرہ بگشاید

ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصر کی جھٹ پٹ خبر یہ بد — پڑی اک دہوم کونسل مین ہوئی بسیار رد وکد

ہوئی ہنگامہ سے اس بحث کی کونسل مین تہد دمد — کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد

کسیتے یون کہا ڈرکر خرابی لائیگی بے حد — کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد

بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد — چلی پہر فوج یون ہلکر کہ کانپی جس سے دام ودد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادہر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بیغم — جہڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم

شکستِ فاش کہا کر ناگہین مہدی کا آیا دم — لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم

یقین انگلش کو پہر تو ہوگیا وان فتح کا سالم — کہ وہ سمجہی ہوئے تہا جنگ کا عربی کر پیچ وخم

تغافل ہوگیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم — یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرادر منزلِ جانان چہ امن و عیش چون ہردم

جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہوکر مرا گہائل — ہوا نامردی کا مصر کے پہر تو یقین کامل

صلاحون مین نہ کچہہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل — یکایک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل

مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل — ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجہگیا وان دل

ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل — بنا لاچار تو رو کر سنایا حال یہ مجمل

شب تاریک و بیم موج گردابے چنین حائل — کجا دانند حالِ ما سبکساران ساحلہا

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین - وہ بھی (تم کہتے ہو) ہوئی نیچے درجے کی ہی - روز جو دو ایک ملے اونسے گھر کا دہندا بھی نہین چلتا - نکس گیا جو ٹھے بہار ٹہین - اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو - جب کوئی آئیگا ماما کہدیگی نہین ہین - جب دھڑکا نہ رہے تب نکلنا - بلا سے دس بیس دن گہنا پاتا بیچکر بسر کرینگے -

م - اے تو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو - گرفتار ہون؟ ہتکڑیان پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی!

ب - تو تمہارا شوق آپ ہی چرایا ہی - جاؤ - جلدی جاؤ - میری اور چار اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے - تم پڑوسن سنتی ہو - یہ مجھ سے ٹن بناتے ہین - تمہین خدا لگتی کہو - مین انکے بہلے کو کہتی ہون یا برے کو - انکے پاؤن مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی - ہو نہو - کہین آنکھ مٹکن کی ٹھہرائی ہے - تمہین میری جان کی قسم - اپنی جوچیز بندر کہنا نہین اچھا نہین - جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے - برتن باسن سب بیچ باچ کے موئے ٹکس کے جو ٹھے مین جھونک آؤ - آپ ہی مونگ ماٹتے پھرینگے - بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑجائے - ان بچون کو بھی وہین دے آؤ - سرکار پال پوس لے گی - ایک ڈولی دو کہار لا دو - میرے ٹھینگے مین گیا یہ گھر - مین اپنے میکے جاتی ہون -

م - بھئی واللہ مجھسے ناحق لڑتی ہو - وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین - آنکھ مٹکن کا نام نہ لو - آنکھین پھوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکھا بھی ہو -

انکم ٹکس اور میان بیوی

بیوی - ب -　　　　　　　　　　　　　　　　　　میان - م

ب - مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو - کچہہ دال مین کالا ضرور ہی -

م - نہین جی تم خدا واسطی کو بدگمان ہوتی ہو - سُنا نہین ٹکس کی ڈہول پڑنیوالی ہی

ب - اوئی! کیا بلا ہی !! - انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے - یہ مردون پر کیسا ؟ بس مین سمجہی - کوئی تمہاری چہیتی ہوگی - اوسپہ ٹکس بندہا ہوگا - جب ہی تو تلوون سے لگی ہی - چلو ہٹو بس مجہسے نہ بولو -

م - ایں تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو ! - کیسی رنڈی - یہان ہوش ٹہکانے نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی - رنڈی کس بہڑوے کو سوجہے گی تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار - وہ مثل نہین سُنی "آ او پڑوسن لڑین" بہئی کیا کہون واللہ ہی - بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی - اور نہ پڑہائی لکہائی جاوین - یہ انکم ٹکس ہی - کمبخت سب پر بندہا ہی - کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑی پیچہے دو روپئے سرکار مین داخل کرے گا - قانون پاس ہوگیا - اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین -

ب - یہ تو تم جانگلون کی بولی بول گئے - مین خاک نہ سمجہی - قانون پاس ہوگیا تو میری جوتی سے - اور یہ تخششی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے - ذری آنکہین دیکہون - کچہہ پی کے تو نہین آئے ہو - ! - ابہی وکالت کی

م۔ چپ چپ سرکاری چپراسی ہی۔ واللہ جو جا کے کچھہ زہر اوگل دیگا تو قیامت آجائے گی۔ تم انہین نہین جانتین۔ ایک ہی بس کی گانٹھہ ہوتی ہین۔

ب۔ اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے۔ زنجیر چڑھا دینا۔ موا چلا آیا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی۔ نہ جانے دونگی۔ دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی۔ مین کچھہ نہین سنتی۔ ای بھری سہی مجھپر جن چڑھا ہی۔ تم ہلے اور مین نے لتے لیے۔ موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی۔ نابس چپ سن بیٹھی رہو۔ (منہہ پر ہاتھہ رکھہ کے) ہوئے اور ستم ہوا۔

م۔ مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا۔ اوریہ جرم ہی! بڑا جرم ہے۔ !! آج چھپا تو کل گرفتار ہوکے جاؤنگا۔ تم اُلٹی سمجھہ۔ نہ سیدہی کیا غدم کرر کہا ہے۔

ب۔ اچھا ذری جھروکے سے دیکھون چپراسی ہوتا کیسا ہی؟ (جھانک کے) بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی۔ ایک ٹکیا بہی کمر سے باندھے ہی۔ ای بی یہ تو تلوار بہی ہاتھہ مین لیے ہی۔ اے خدا بچائے۔ تمہاری جان سے دور پار۔ جیسے موا جلاد آیا ہی۔ اچھا جاؤ۔ امام ضامن کی ضامنی۔ میرا کلیجہ دھڑکنے لگا۔ دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی۔ خدا کے لیے جلد آنا۔ میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی۔ پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا۔ کیا تم کوئی خونی ہو۔ اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی۔ کہین بول بہی اُٹھو۔ آئے ہین۔ میان کچہری کو گئے۔ اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہوکر بیس روپیہ ٹکس باندھا گیا۔ مُنہہ جھلائے گھر کو آئے۔

ب۔ ای مین صدقے۔ تم صحیح سلامت آئے۔ کہو کیا ہوا؟۔

م۔ ہوا کیا بیس ۲۰ روپیے ٹکس کے بندھ گئے۔

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔!

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی۔ خاک نہ دہول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اونا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مردوا ہوتی تو ایک آنکھہ نہ بہاتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل؟۔

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور رہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو۔ تم جو کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر اُنہین کچھہ نہ کھلے گا۔ یون موٹائی کی چلبون اور ہی۔ مین ایک جھنجی ندونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کھا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لاتو ہی نہین جو اونکو چھوڑ کے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑی صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو منہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس سے بچن تو جہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا اگلا پھاڑ رہا ہے۔ اے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

سود وسو گنا نے کو کس بہکوے کے گہر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بہی۔ اچھا اب گہربار تمہین دیکہو۔ مین زہر بہی کہا لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا اُسے سمجہے اور کیا کہون۔ مجہہ بدبختی کے جنم کو تمہین کیا کم تہے۔ جو سرکار بہی قہر ڈہانے کو تیار ہو بیٹہی۔

(غرض ٹکس کیا بندہا غریب کے گہر مین آٹہ دن تک ماتم کا سامان ہوگیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو غور سے دیکہو تو مورت سی کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا

سفید داڑہی یہ کالا جوتہ اور اوس پہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹائی سے عبا ندارد اوس پہ جبہ اک بلا کا

جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلا۔۔۔ دم دہاکا

ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سُن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوس پہ طرز بیان بلا کا

بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکہائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

ب - (سر پیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی - ارے تم تو جا کے لٹو آ گئے - پیٹھ پھیر - تم کس نگوڑے کے گھر سے آ گئی - تم وہان گونگی کیون ہو گئے تھے - پھوٹے منہ سے چلائے کیون نہ -

م - (غصہ سے) اب تم جا کے چلا آؤ - کہون کس سے - جب کوئی سنے بھی - وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین - اونپر چالیس لادویے اس اندھیر کا کہین ٹھکانا ہی -

ب - تو ہوتا کیا ہی - آج سے دو وقت کے کہانے پر جھاڑو پھیرو - ایک ہی وقت کہانا - پھر یہ بچے کاٹ کھانین گے - روئین گے بلکین گے - ماما موقوف - گھر مین جھاڑو - ہم تم دے لینگے - تم برتن دھو دہا کے رکھہ دیا کرنا - مین کہانا پکا لیا کرونگی - خدمتگار کہان سے رہیگا - بازار سے سودا سلف تمہین لا دینا - تو آج ہی بیچو - کچہری کو یونہین جایا کرنا - سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا - تنہ کا بھی ٹھکانا نہین آخر قبول کیونکر آئے - تم تو دو دو پیسیکڑا کہتے تہے - یہ کیا اندھیر ہوا - سو پر دو - دو سو پہ چار - تین سو پہ چھہ چار سو پر آٹھہ - پانچسو پر دس - ہزار پہ بیس - اوئی اللہ - ہزار تو آنکھون نہین دیکھے ہین - اب بولتے نہین منہ مین گھنگنیان بھرے بیٹھے ہو - مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی -

م - اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی - جیسے بڑاقون کی گڈی مین آگ لگا دی - کچہری کے معاملے تم نہین جانتین - جو ہی وہ یون منہ پسیلائے ہے جیسے مچھلی کے تاک مین بگلا - دہان رقمین کٹتی ہین - مین

جو کوئی کچھہ دے کہلے خزانے نظر چرا کر وہ بہرلے جیبین
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سُرخ ٹوپی
بنی جی بہجو کی وہ زفیلین بغل مین کتا وہ سُرخ ٹوپی
چرٹ دہوان دہار تہوک مُنہ مین سیاہ پُہندنا وہ سُرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سُرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپہ اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکہا چکا رنگ پہیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھہ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پرفن نئے جو ہردم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
مین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکہائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا
بہت دکہائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

پڑا تہوان ہتکنڈا ۔ ہمکی حضرت زمانے پر کہل گئی حقیقت
بہ پہنچے غمزے دکہا کے کب تک بہرو گے تم سوانگ ... کا

ظریف کی ہے دعا الٰہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین و ایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہے بلا کا

مخمس

مسٹر پنچ ۔ گستاخی معاف ۔ واللہ مانتا ہون اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲ ۔ اگست ۱۸۸۶ء مین طبع فرمائی ہے کہ دیکھتے ہی پنچیریون کے گرو گھنٹال اوچھل پڑے ہونگے ۔

آج اینجانب کو تعطیل تو ہے اور مین کچھ کام وام تو تھا ہی نہین ۔ ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کر ڈالین ۔ نہین واللہ نہ کیجے گا کیا مصرعہ لگائے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین ۔

وہو ہذا

اوسیکا ہے خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہے ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تا کا
تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوئے پاس بھی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا

تمام پتلون جا کٹون مین ہر ایک جانب سے کر لی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بھی بنا کے دو چار دھر لے جیبین

چدش پیٹر زہ مرقد بار بار از نوحہ فرماید　　بہ بوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید

زتاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بعد حسرت ز کابل زار زار راہ ہند میجوید　　کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید

امیر از دنش نہ داد و گفت روی از اشک میشوید　　بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم　　ہمہ گفتند کین اہیست سخت داخر بے پر غم

کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم　　مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم

جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خان و نشد داخل　　غریق بحر غم گردید و بیخ شد با ہوا نازل

دبیابی کبسوی روس رخ آورد و گفت از دل　　شب تاریک و بیم موج گرداب چنین حائل

کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

لمیشن نام بر سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر　　بگو بشنو داین و آن بسے شد درمیان کیسر

بہ نوت مطلبے زار از دل خود گفت کای کافر　　ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرنل جانب سرحد خدا را کج مرو حافظ　　اگر حسن ادب داری بیا داز سر بیدو حافظ

نجات وعظ حضرت ... را دایم شنو حافظ　　حضوری گر ہمیخواہی از و غافل مشو حافظ

متے ما تلق من تہوی ودع الدنیا واہملہا

جس جس کو کھوا ہی چھڑا دین غم سے　　ہم غم سے زمانے مین ہین یا غم ہم سے

دعوی ہی ہمین زیبا ہے مسیحائی کا　　جی اوٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچھہ فطانت
پر ابتو ان ہتکنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا

بچاے آفت سے اوسکی خالق لگای تہگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جھگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دست دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو؟ واہ رے مین۔ اور پہر واہ رے مین۔ مصرعے لگائیے تو یون۔ حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ ستی ہو لجاتی۔ ذرا غور سے دیکھیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین۔ اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر۔ اور حافظ جی کی قسمت۔ لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون۔ بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی۔ سٹ سٹ زٹ زٹ۔

وہو ہذا

بہ حسن ہند رفتہ راہے کرد دردلہا ز حکم زار آخر روسیان لستند محملہا
بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار نا واقف فغان از چرخ می آید دو چشم از اشک خونین دامن مژگان بہ آلاید

مجلس شروع ہو گی خیر بھئی اچھا اب تو آئیے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الوے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر ملونا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو بانی
نئی تہذیب کو عینکین۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہے آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تُلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اُٹھا جناب
میر انس صاحب چمک دمک سے اُٹھے ؎

یوسف نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادہ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا کھڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے۔ بھر سے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیترون کے بعد مرثیہ
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی بندش ہی

حیدر آباد دکن

جناب میر اودھو پنج حسین خانصاحب۔حضت سوز و ساز عرض ہی۔
بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اس
طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔
حضت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدر آباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ ادھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا بتھاری کرڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نامحروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمانون خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

بگڑے ہوؤں کو اور بگاڑیں یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان
بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
ٹھیٹے یہی کہ لوٹ لیں ہر شخص کا مکان
پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہے روپیہ کہاں

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام
ٹرکونکا کس صفائی سے بننے کیا ہے کام
ہرچند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام
پروانہ لیکے ہوگئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہوں
پردہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بنگئے
کھانے پکانے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورت سرخاب بنگئے
(منجھا ہے کہ) وہ مرمٹے بلا سے احباب بنگئے

چیرے ہیں ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہیں
جسوقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہیں

مجلس سے روز گڑھتے ہیں کیا کیا روایتیں
ہر روز ہو رہی ہیں نرالی حکایتیں
کس کس طرح کی آتی نہیں ہیں شکایتیں
کیا پیش جائے کرتے ہیں افسر عنایتیں

مفلسین پھر ٹیپ سنیں
کہتے ہیں لوٹ لو تمہیں سب کچھ حلال ہے
امداد قحط خاص تمہارا ہی مال ہے

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھالی واہ ہی میرے یار اچھی ہٹی
حضور تو قریب ہی ڈوٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیون
کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی ٹیس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر
ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
ردّیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی — چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی — کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی

بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار — اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پوربھئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار — آتی تھی ہر طرفسے صدا بس ہیا ہیار

چھرونپہ جھُرّیان تھین وہ پلکین اوڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ — اُدبجے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ پیسون پہ ہی نگاہ — آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

یہ جانے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار
کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابر نامدار

اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا

(بچا جی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی
جھکا را راہوار کو اور ایک ایڑ دی

تڑپا کے اسپ ھو کے سے ماری وہ ہتکٹی
بھٹا سا ہاتھ اُڑ گیا تلوار گر پڑی

کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا

ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھور ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان
بھاگے دبا کے دُم جو تھی سردار قحط خان

کانون مین رکھ قلم کو اُڑی ساری کاروان
اپنے سے مُنھ لیے ہوئے گھر کو ہوی روان

کا و اک چرے سکے تھے بو کھل حواس تھے

مرنے سے قحط والی تعم کے اُداس تھے

آگے نہین ہی تاب بیان پنچ چپ رہو
اچھی نہین یہ آہ و فغان پنچ چپ رہو

سن لے نہ کوئی مرثیہ خوان پنچ چپ رہو
بس کر کے اس دعا کو یہان پنچ چپ رہو

یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے

دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم سے

تو نے مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

شعبان کی نوین کو اُٹھانا گہان سحاب آئین گرج گرج کے گہٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بآب و تاب

حضـــرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب مہتمم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینہہ کہ مٹ گئی سب صبا جونکے کام محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سڑکو نسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام پایا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

چھپٹا جو ابر ایسا وہان بیچ لبس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔ جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہے۔

کہتا ہے

بوچھار تھی وہ مینہ کی وہ بوندین ٹبی ٹری بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کر کے اڑی اڑی (اور ا مور کار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا ادھر سے ابر اُدھر وارہ چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنئیے۔

آیا مقابلے پہ کہسین قحط نابکار کہنے لگا یہ [illegible] وجفا شعار

ع حلب کو آئینہ پھر جایگا جلا کے لیئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجائینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کیے جائینگے۔ بہرحال کچھہ ہی ہو ہمارے تو دونون میٹھے۔ مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کر کے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین۔

وہو ہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر۔ (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا۔ دیکھہ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھو۔ اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا ہین نکال لون۔ جھٹ پٹ پنڈا دھوڈالون۔ دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی۔

ظہورن خادمہ۔ بہت خوب حضور۔ اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین۔

وزیرن۔ آئی ماں آئی۔ این کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو۔

(بی وزیرن صندوق لا کر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان ہین

وکیل نمبرا۔ آج بھئی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی۔ مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین۔

دوگونہ رنج و عذاب ست جان لیڈی را
بلاے فرقت پردہ و صحبت پردا

یار و سچ تو یہ ہی اوسچ ہی کیا چیز ہی۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سی وہ چہل پہل ہیر پھیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہ اٹم قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے۔ اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین۔ اور کمیشن بہی مل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکہیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجہے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بروقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹہکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی۔ آخرالامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا۔ اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکہنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کون صورت نکلتی ہی آیا۔

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ الزادی۔ ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی۔ رہ تو سہی غیبانی دیکھہ تو آکر تجھکو کیسا ٹہیک بناتی ہون۔

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جائیگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگہی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتی ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکھہ وہان گاڑی کے پاس کاغذ ہین اوٹھا لا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا دوات مین روشنائی نہوگی۔ اور دیکھہ آؤن اور گلوبند کا غذون پر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناؤن گی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بہی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہوگئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ کرگئے۔

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہو لیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہم لوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہوگا۔

وکیل نمبر۲۔ اپن کو تو فکر لگی ہی کہ ہو رت ہوشیار ہین مگر دیکھا نکو۔

وکیل نمبر۱۔ اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش ہین آیا تو سارا مقدمہ غارت ہوگیا۔ آپ جانتے ہین اس قوم ہین کسقدر ہمدردی ہی

موکل۔ (گھبرا کر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو۔ اِسکی کچہ تدبیر کرنا۔

وکیل نمبر۱۔ تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی۔

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ۔ بعد غسل مصروف آرایش ہین۔

لیڈی کمشنر۔ ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھ دے اور دیکھ نیا جوڑا بوٹ نکالکر ادھر رکھدے۔ یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کلھیا ہین پانی ڈالدے ہان تو نے ابھی تک نہین دہوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا ہین رکھدے اور گاڑی کھینچنے کو کہہ دے۔ اور کھانا جلد لا۔ اے لو یہ تو ہین بھول گئی تھی۔

ظہورن۔ (جی ہین) آج بی بی کو یہ ہو کیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین۔

(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت ہین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبرا کر وزیرن کو پکارتی ہین)

"ارے اِدھر آ کمبخت۔ خدا تجھے غارت کرے۔ کھانا لا۔ یہ تسلہ اور لوٹا دست کر زیرانداز بچھا۔ دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی۔ مجھے جلدی ہین اچھی طرح آئینہ ہین نہین دکھائی دیتی"

وزیرن۔ ہو ایسا سیدہی جیسا ہنسیا۔

(ظہورن مسکراتی ہے)

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصہ سے)

وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصہ سے)

کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔

وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیے۔

کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹپکی مین باز آئی بھاڑ مین جائے
وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دیناہی نامحرمون
کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر
بے پردہ۔ ہین جاتی ہون۔ باز آئی ایسے پی ہزار نعمت کھائی۔

فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیے۔

کمشنر۔ غصہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے......
نے دہوکے مین بلایا ہین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔

(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست۔)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر ا۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان
پردہ و بے پردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے
وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔

رکن نمبر ۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔

رکن نمبر ۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بے پردہ ہوتی ہو۔

رکن نمبر ا۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

ابھی گھر ہوکر آیا۔ وہان دیکھا پوسٹے پوٹٹی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے
لوگان نے سب خراب کردیے۔ مقدمہ الگ ابن کو چین نکو دیتے۔
راستے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہوکر) این کیا مین وکیلونکی سامنے آؤنگی لو صاحب خوب ہوئی۔

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ ورا ظہار ہی ہوا کہ پردے ہی کے اندر
سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہون۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر قانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی
تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماہان
خاتون تیس برس وکالت کئے این کو ناواقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنیئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر
چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔

نپولین ۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ؛ نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

رکن نمبر۳- تو قاعدہ مین اصلاح ہو-

رکن نمبر۲- بھلا کون سی اصلاح-

رکن نمبر۴- اگر آپ میری راے مانین تو ایک مختصر تجویز پیش کرون- اوس سے
یہ ساری دقتین دفع ہو جائینگی-

رکن نمبر۱- وہ فرمائیے-

رکن نمبر۴- عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا جائیے یہ مردون عورتون دونون
مین کارروائی کر سکتے ہین- علاوہ آسانی کے جدّت بھی ہے غالباً آپ
سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے-

(ڈراپ سین)

پولیٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے جگادری ہین بساط تو ہی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رُخ چھوٹے ہوئے ہین -

سفید کا فیل (لٹن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابل کے وزیرے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گھر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی - اور چال سے سیاہ کی اب یہ ششدر مین کہ پٹن کیا ٹھہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین - فرزین کا ٹھ مارا اپنے رخ کے گھر مین براج رہا ہی - بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اُسی سے کابلی گھوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات ! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین رکھا تب بھی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلتے ہین مات موجود !